

خبریں اور
مذہب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
لَقَدْ نَزَّلَ اللّٰهُ الْفُرْقَانَ
فَیْلَقِیْ بَیْنَ الْبَیِّنٰتِ
لِقَوْمٍ یَّحْكُمُونَ

فضل قادیان

THE ALFAZL QADIAN

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل مختار فی پرچہ قادیان

مختار
فی پرچہ
قادیان

جماعت کا مسد آرگن جسے ۱۹۱۳ء میں حضرت میرزا بشیر الدین محمود صاحب المصنف نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۲۹ (مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۲۷ء) جمعہ (مطابق ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ) جلد ۱

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے حرم اول میں لاوت باسعاد

مبارک صدہ مبارک

خدا تعالیٰ فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حرم اول میں ۳ اکتوبر دن کے ۱۲ بجے مولود مسعود متولد ہوا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِکَیْمِ عَلٰی اَزْوَاَلِکَ بِسْمِ تَمَامِ جَمَاعَتِ حَسْبَدِیَّةِ کِی طَرَفِ سَے اِسْپَے مَقْدِسِ اَقَادِ اِمَامِ اُوْر اَبِ کَے تَمَامِ خاندان کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مولود کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ خادم دین حنیف بنائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارات کا مورد شہر آئے۔ آمین۔ آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الفضل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان دارالامان مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۲۷ء

حضرت امام جماعت احمدیہ کتاب "بابانگ کا مذمت کیوں ضبط کی"

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے بابانگ کا مذہب نامی کتاب ضبط فرما کر مذہبی دنیا میں ایسی مثال قائم فرمائی ہے جس کی نظیر زمانہ موجودہ میں تو کیا گزشتہ صدیوں میں بھی ملنی ناممکن ہے۔ اور توقع تھی کہ اس سے لوگ بے پروا ہو کر ایک دوسرے کے خلاف نہایت درشت کلامی اور بدزبانی سے کام لے رہے ہیں۔ اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور کسی قسم کی رواداری سے کام لیں گے۔ لیکن یہ دیکھ کر ہماری حیرانی کی کوئی حد نہیں رہی۔ کہ سکہ اخبار شیعہ پنجاب (۲۵ ستمبر) نے اس فعل کو ادھر ہی نظر سے دیکھا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

اس کتاب کو خلاف قانون اور نہایت اشتعال انگیز پاکر قادیان میں اب اس فرعون سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر تلف کیا جا چکا ہے۔ کہ پولیس کو اس کا سراغ نہ مل سکے۔ مگر اس کی سینکڑوں کاپیاں جماعت احمدیہ کے اکثر لیڈروں کی طرف سے تقسیم کی گئی ہیں۔ انہوں نے اس کے ساتھ کہتا پڑتا ہے کہ معاصرین کو روکنے یہ جو کچھ لکھا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ پولیس کو سراغ نہ ملنے کے لئے کتاب کی تلف کرنے کا مطلب ہی کیا ہوا۔ اول تو پولیس اس کی تلاش میں نہیں اور پھر جبکہ ہر کتاب کی چند کاپیاں لازمی طور پر پولیس کی طرف سے گورنمنٹ کو بھیجی جاتی ہیں۔ تو یہ خیال کرنا کہ سراغ ملنے کیلئے کتاب تلف کی گئی ہے۔ ہوش مندی سے بہت دور ہے۔ اسی طرح جبکہ یہ کتاب ایک ہزار سے زیادہ چھپی ہی نہیں۔ تو یہ کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ کہ اس کی سینکڑوں کاپیاں جماعت احمدیہ کے اکثر لیڈروں کی طرف سے تقسیم کی گئی ہیں۔ اس کی ضبطی کا اعلان کرنے سے قبل جبکہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس بارے میں حکمیہ تحقیقات کا حکم دیا تھا۔ ساتھ ہی اس کی اشاعت بھی بند کر دی تھی۔ اور یہ آج سے کئی ماہ پہلے کی بات ہے۔ اس لحاظ سے اس کتاب کی اشاعت اب نہیں بند ہوئی بلکہ آج سے پہلے

بند تھی۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس کتاب کے متعلق جو حکم نافذ فرمایا۔ وہ نہ تو پولیس کے خطرہ سے اور نہ کسی پراچان جتنائے کے لئے۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے جو پوزیشن عطا کی ہے اور جیسا درد مند و خیر خواہ جہاں دل بخشا ہے۔ اس کا تقاضا ہی تھا۔ کہ ایسی تحریر جس سے سکھوں کے دل دکھنے کا احتمال ہو۔ شائع نہ ہونے دیں۔ اور اس کی ممانعت فرمادیں۔ چنانچہ آپ نے اپنی شان کے مطابق ہی کیا۔ آگے جیسی کسی کی فطرت ہو وہی اس سے نتیجہ اخذ کر سکتا ہے۔

گورنمنٹ زیادہ سے زیادہ اتنا کر سکتی ہے۔ کہ کوئی کتاب شائع کرنے والے سے یا جس کتاب فروش کے پاس وہ کتاب ہو اس کے لئے ایک ایک خریدار کا پتہ لگا نا اور اس سے کتاب لینا یہ گورنمنٹ کیلئے ممکن نہیں۔ لیکن حضرت امام جماعت احمدیہ نے نہ صرف آئندہ کے لئے اس کتاب کی خریداری سے اپنی جماعت کے لوگوں کو منع فرمادیا۔ بلکہ یہ ارشاد بھی فرمایا ہے۔ کہ جو احمدی اسے خرید چکے ہیں۔ وہ فوراً اس کتاب کو تلف کر دیں۔ اب کوئی احمدی اس کتاب کو اپنے پاس رکھنا جائز نہ سمجھیں گے۔ اور اس طرح یہ کتاب نابود ہو جائیگی۔ کیا ممکن تھا۔ کہ گورنمنٹ اس طرح اس کتاب کو ہر شخص سے لیکر تلف کر سکتی ہے۔

شکر گزار دل اور احسان مند قلب رکھنے والے لوگوں کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے کی قائم فرمائی یہ مثال نہایت ہی قابل قدر ہے اور امید ہے۔ عقلمندانہ و سنجیدہ مزاج سکھ صاحبان بھی ضرور اسے شکر گزار ہوں گے۔ اس کے دیکھنے اور مسلمانوں سے اپنے دوستا و تعلقات استوار کرنے کی کوشش کریں گے۔

یہ اسلام کی پاک اور مقدس تعلیم ہے جس کی وجہ سے

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جماعت کے ایک معزز مبلغ کی جو خود پہلے سکھ تھا شائع کردہ کتاب کو سکھ صاحبان کے لئے دل آزار خیال کر کے ضبط فرمایا۔ اور نہ کسی اور میں اتنی رواداری کہاں ہو سکتی ہے۔ کیا آریوں کی مثال ہمارے سامنے نہیں۔ جن کی مقدس کتاب سٹیوارتھ پرکاش میں سکھوں کے کسی گرو کے متعلق نہیں۔ بلکہ حضرت بابانگ کے بانی سکھ دھرم کے خلاف نہایت دل آزار الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جن کے خلاف سکھ صاحبان ساہا سال سے صدائے احتجاج بلند کرتے چلے آ رہے ہیں۔ مگر آریوں کے کان پر جوں تک نہیں رہتی۔ اور وہ قطعاً اس بات کے لئے تیار نہیں ہیں۔ کہ سٹیوارتھ پرکاش کے ان الفاظ کو حذف کر دیں۔ پس حضرت امام جماعت احمدیہ نے سکھوں کے مذہبی جذبات کے متعلق مثال قائم فرمائی ہے۔ اسی سے دیکھ دھرم اور اسلام کی رواداری کا موازنہ کیا جاسکتا ہے۔ اور سکھ صاحبان دیکھ سکتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے ساتھ تعلق قائم رکھنا ان کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ یا ہندوؤں کے ساتھ۔

کتاب راجپال کو دوبارہ شائع کرنے کا قانونی کارروائی کا مطالبہ

کتاب راجپال کے ہندی ایڈیشن کو نہ صرف صوبہ متحدہ کی گورنمنٹ نے ضبط کر لیا۔ بلکہ گورنمنٹ نے تمام برطانوی ہند میں اس کی اشاعت ممنوع قرار دیدی۔ لیکن تا حال اس ناپاک کتاب کو ہندی کالبا س پینا کر دوبارہ شائع کرنے والے کے متعلق کسی قانونی کارروائی کے متعلق کچھ نہیں معلوم تھا۔ حالانکہ جسٹس دلپ سنگھ نے باوجود راجپال کو بری کرنے کے اس کتاب کو نہایت اشتعال خیز اور نفرت انگیز قرار دیا تھا اور راجپال کو محض اس تاویل کی وجہ سے رہا کیا تھا۔ کہ دفعہ ۱۵۳ الف کے ماتحت اس کا جرم نہیں آتا۔ اور کوئی اور دفعہ تعزیرات میں ایسے جرم پر عائد نہیں ہوتی۔ مگر پنجاب ہائی کورٹ کے ڈویژنل بیج نے درحقیقت کے مقدمہ میں اس بات کو صاف کر دیا ہے کہ دفعہ ۱۵۳ الف ایسے جرم پر صغائی کے ساتھ اور بلا شبہ عاید ہوتی ہے۔ اسی لئے درحقیقت کے ایڈیشن اور مضمون نگار کو سزا دی گئی۔ پس کتاب راجپال کا ہندی ایڈیشن شائع کرنے والے فتنہ پرداز شخص بد پریشاں کے خلاف ضرور قانونی کارروائی ہونی چاہیے۔ جس نے بنا اس سے اس کتاب کو دوس ہزار کی تعداد میں شائع کر کے طول و عرض ہند میں پھیلا دیا۔ اس بدسرشت انسان کا جرم راجپال سے بھی بڑھا ہوا ہے۔

کیونکہ اس نے محض مسلمانوں کی دل آزاری اور فتنہ پردازی کی نیت سے جان بوجھ کر اس کی دوبارہ اشاعت کے جرم کا ارتکاب کیا۔ پس مہربان متحدہ کی گورنمنٹ کا یہ فرما ہے۔ کہ وہ اس شخص کے خلاف مقدمہ دائر کرے اور اسے کفر گردار کو پہنچائے۔ مہربان متحدہ کی ہائی کورٹ کا فیصلہ اس کے مقدمہ میں دفعہ ۱۵۳ الف کی جو تشریح کر چکی۔ اور اس کے فیصلہ کو مسترد کر چکی ہے۔ اس کا بھی یہی تقاضا ہے کہ راجپال کی کتاب کو دوبارہ شائع کرنے کو جرم قرار دے۔

کون احسان فراموش ہے

ہمیشہ کرشن صاحب ایڈیٹر پرنٹاپ نے شہد میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"مسلم اخبارات مہذبہ و آریہ سماجیوں پر حملے کرنے سے ہی لبریز ہوتے ہیں۔ اور اس فہرست میں احمدیوں کا بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ حالانکہ کچھ عرصہ ہوا ہے۔ کہ کابل میں جب ان کے ایک مبلغ کو سنگسار کر کے ہلاک کیا گیا۔ تو اس وقت آریہ سماج نے احمدیوں سے ہمدردی پوری ہمدردی کی تھی۔" (تیس ۱۶ اکتوبر)

گویا آپ ان الفاظ میں یہ جتنا ناچاہتے ہیں۔ کہ احمدیوں نے اس ہمدردی کا کوئی لحاظ نہیں کیا۔ اور آریہ سماج پر حملے کر رہے ہیں۔ یعنی آپ احمدیہ جماعت کو احسان فراموش ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ہاشمہ جی کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ احمدی احسان فراموش نہیں۔ بلکہ اپنی مقدس کتاب کے حکم حمل جہزاء الاحسانات والا الاحسانات پر پوری طرح کاربند ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ سوامی مشردھانند کے قتل پر سب سے پہلے جماعت احمدیہ نے ہی من حیث القوم اظہار ناپسندیدگی کیا تھا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ آریہ سماج کے بانی کی زندگی میں ایسے واقعات موجود ہیں۔ جن سے ان کی احسان فراموشی کا ثبوت مل سکتا ہے چنانچہ ایک واقعہ کو ہاشمہ صاحب نے خود ہی اس تقریر میں اس طرح بیان کیا ہے۔

"جب سوامی دیانند جی کی تعلیم سے ناراض ہو کر بھوج ساچ داوں نے سوامی جی کو لاہور میں پناہ دینے سے انکار کر دیا۔ تو ڈاکٹر رحیم خاں نے جو مسلمان تھے سوامی جی کی ہمدردی کی"

(تیس ۱۶ اکتوبر)

ان الفاظ سے جہاں یہ ثابت ہے کہ سوامی جی کی تعلیم اس قدر دل آزار تھی۔ کہ ان کی اپنی قوم نے ان کو پناہ دینے سے انکار کر دیا۔ وہاں رسول عربی کے پیروان کی فراخ رویگی بھی عیاں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے صرف یہی نہیں۔ کہ سوامی جی کو پناہ دی۔ بلکہ اپنے مکان پر ان کے لیکچروں کا بھی انتظام

کر دیا۔ مگر اس تمام شفقت اور احسان کا جو پلہ سوامی جی نے دیا وہ یہ تھا کہ آپ نے مسلمانوں کی پناہ میں بیٹھ کر ان کے مذہب کے خلاف بدزبانی شروع کر دی۔ جس کے صددرجہ اشتعال انگیز ہونے کی دلیل ہمیشہ صاحب موصوف کے مفصل ذیل الفاظ ہیں۔

"اسپریٹک دوست نے سوامی جی سے یہ کہا۔ کہ اپنے اس رویہ کی وجہ سے آپ کو یہاں سے بھی نکلنا پڑے گا"

(تیس ۱۶ اکتوبر)

گویا آپ کا رویہ اس قدر دل آزار تھا۔ کہ آپ کے دوست تک اس کا احساس رکھتے تھے۔ اور آپ کو اس کی اصلاح کی طرف متوجہ کرتے تھے +

کیا آریہ سماجی اسپر غور کریں گے۔ کہ اس سے زیادہ احسان فراموشی کی مثال کوئی اور ہو سکتی ہے +

کرپان کے متعلق خطرناک تحریک

اگرچہ متعدد واقعات ایسے ہو چکے ہیں جن میں سکھوں نے کرپان کو بطور آفتل استعمال کیا۔ اور کسی نہتے انسان کا خون اس کے ذریعہ بہایا۔ لیکن باوجود اس کے سکھوں کی طرف سے کہا جاتا تھا۔ کہ کرپان ان کا مذہبی نشان ہے۔ اسے ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا ان کے نزدیک جائز نہیں اور جن لوگوں نے ایسا کیا ہے۔ غلطی کی ہے۔ مگر ایک سکھ اخبار کرپان پہاڑوں کے حال میں کرپان کے استعمال کے متعلق جو الفاظ لکھے ہیں۔ وہ نہایت خطرناک اور فتنہ انگیز ہیں۔ چنانچہ اخبار مذکور نے لکھا۔

"ہماری رائے یہ ہے۔ کہ جو لوگ (گرتھ صاحب کی) بے حرمتی کے مرتکب ہوئے انہیں گرتھادی کے بعد پولیس کے حوالے کیوں کیا گیا۔ اور کیوں نہ ان کا اسی مقام پر اسی وقت فیصلہ کر دیا گیا۔ ہم یہ الفاظ کسی کو اشتعال دلانے کے لئے نہیں لکھ رہے۔ بلکہ سکھوں کو گوردھما جان کا حکم یاد دلانے کے لئے ہیں۔ وہ حکم یہ ہے۔ کسی سکھ کو اپنے گوردھما کی بے حرمتی برداشت نہیں کرنی چاہیے۔ اس کا فرم ہے کہ وہ ایسے مجرم کو کرپان کے ذریعہ سے کیفر کر دینا تک چھوڑ جائے"

(از سول ۲۳ اکتوبر)

یہ الفاظ ایک ایسے واقعہ پر لکھے گئے۔ جس میں ضلع جھنگ کے موضع شیخ چھٹہ کے ایک مسلمان پر گرتھ صاحب کی بے حرمتی کوئے کا الزام تھا۔ اور جسے سکھوں نے پولیس کے سپرد کیا تھا۔ آخر مقدمہ عدالت تک پہنچا۔ اور کمشنر بھجان چھٹہ مشریت درجہ اول نے ملزم کو بے قصور باکری کو دیا۔ ان واقعات

میں ایک سکھ اخبار کارپان کے استعمال کی تحریک کرنا نہایت فتنہ انگیز حرکت اور ملک کے امن وامان کو برباد کرنے والی تحریک ہے جسکی طرف گورنمنٹ کا متوجہ ہونا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ سکھوں کو کرپان جسے عام فہم طور پر تلوار کہتا ہے۔ رکھنے کی گورنمنٹ نے کھلی اجازت دے رکھی ہے۔ اور ہر اس شخص کو جسے کوئی سکھ اپنے گوردھما کی بے حرمتی کرنے والا سمجھے۔ کرپان کے ذریعہ سے کیفر کر دینا تک پہنچانے کا حکم اپنے گوردھما کی طرف سے کرپان بہادر نے پہنچا دیا ہے۔ اس کا جو نتیجہ نکل سکتا ہے اور نکل رہا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ایک مسلح قوم کے مقابلہ میں دوسروں کو غیر مسلح رہنے پر مجبور نہ کرے۔ بلکہ ان کو اپنی حفاظت کرنے کے لئے ضروری سامان رکھنے کی اسی طرح کھلی اجازت دے جس طرح سکھوں کو کرپان رکھنے کی ہے +

راجپال سے لڑنے والے کو سزا

راجپال پر حملہ کرنے والے ملزم کے مقدمہ کا ڈسٹرکٹ جج مشریت لاہور نے جس سرعیت سے فیصلہ کیا ہے۔ وہ اس لحاظ سے قابل تعریف ہو تو ہو۔ کہ ہر فتنہ کو جلد سے جلد دبا دینا اور اس کا انسداد کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ لیکن یہ بات ضرور قابل غور ہے کہ ملزم کسی قسم کی قانونی امداد نہ حاصل کر سکا۔ اور کوئی دیکھیں مقرر کر سکا۔ ورنہ اس واقعہ کے کئی پہلو ایسے تھے جن کی طرف عدالت کی توجہ مبذول کرنا نہایت ضروری تھا۔ اور امید کی جاسکتی تھی۔ کہ عدالت پر اگر پوری دقت سے وہ باتیں ظاہر کی جاتیں تو ضرور فیصلہ کرتے وقت ان کو نظر رکھتی۔ اور ملزم کو اتنی سخت سزا نہ ملتی۔ مثلاً ملزم کا ایسے وقت میں راجپال سے لڑنا تھا ہونا جبکہ دوکان پر اور کئی آدمی موجود تھے۔ اور ایسے وقت آتا جبکہ بازار میں عام لوگ علیحدہ پھرتے ہیں۔ پھر حملہ کا آلہ ایک معمولی چاقو یا جاننا وغیرہ وہ شخص جو کسی کے قتل کے ارادہ سے ایک شارع عام پر ہوجے کے قریب معمولی چاقو لیکر جاتا۔ اور پھر کئی آدمیوں کی موجودگی میں حملہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ وہ یا تو پاگل ہے۔ یا پھر اس کا ارادہ قتل کا نہیں ہو سکتا اور جھگڑے کی وجہ کوئی اور ہوتی۔ بہر حال یہ باتیں ایسی ہیں جو محتاج توجہ ہیں۔ اور امید ہے۔ اگر ملزم کی طرف سے اپیل ہو۔ تو عدالت بالا ان پر غور کرے گی۔ علاوہ ازیں عدالت کو اس نکتہ کی طرف بھی توجہ دلائی ضروری ہے جو سر شفیق نے راجپال پر حملہ کے متعلق اظہار رائے کرتے ہوئے بیان کیا۔ اور جو یہ ہے کہ راجپال پر حملہ دیکھنے والوں کی دوبارہ اشاعت کے امکان اشتعال میں آجانے کا نتیجہ ہے۔ اور اشتعال یقیناً کسی فعل کی نوعیت کو بالکل بدل دیتا ہے +

حضرت خلیفۃ المسیح ششم میں دعوتوں اور ملاقاتوں کا ہفتہ

حضرت خلیفۃ المسیح کے شکر میں قیام کا آخری ہفتہ دعوتوں اور ملاقاتوں کا ہفتہ ہوا۔ اگرچہ آپ جب تک تشریف لائے ہیں۔ ملاقاتوں اور دعوتوں کا سلسلہ برابر جاری رہا ہے۔ کبھی آپ کے ہاں بعض لیڈران ملک اور دوسرے عزیزین مدعو تھے۔ اور کبھی آپ۔ مگر یہ ہفتہ خصوصیت سے ایسی ہی مصروفیتوں کا رہا۔ میں ان میں سے بعض کا ذکر محض اس لئے کر دیتا ہوں۔ کہ وہ تاریخ سلسلہ کا ایک جزو ہیں۔ اور انشاء اللہ عزیز عظیم الشان نتائج کی بنیادیں ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت کی حالت تو بدستور ہے۔ اور آپ کی مصروفیتوں میں روز افزوں آندا ہے۔ میں نے ہمیں دیکھا۔ کہ کوئی دن ایسا گزرا ہو کہ آپ کو ایک بچے رات سے پہلے بستر پر ملنے کا موقع ملا ہو۔ بلکہ بعض اوقات اس سے زیادہ دیر کے مونا پڑا۔ اس قسم کی مختصر سی خوابوں اور محنت کا اثر آپ کے چہرہ پر نمایاں ہے۔ میں کہوں گا۔ کہ صحت کے لحاظ سے شکر کے سفر نے حضرت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ ہاں سلسلہ کی عظمت اور شوکت کا سکہ پیٹھ پر گیا۔ اور یہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ذاتی قربانی کا نتیجہ ہے۔ لوگ شکر آتے ہیں۔ کہ آرام کریں لطف زندگی رکھیں۔ مگر اسلام اور اہل اسلام کا حقیقی مادم غم ملت سے نڈھال اپنے وقت۔ آرام اور مال کو قربان کر کے چاہتا ہے۔ کہ اپنی قوم اور مذہب کو غیروں کے حلوں سے بچائے اور اپنے گمن و آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں عطا ہوتا ہے۔

دیں ہنگام پر تیش بخواب خوش چساں خسیم
 زماں فریاد بیدار د کہ بنتا بید نصرت را
 میں انشاء اللہ بہت ہی قریبی اشاعت میں سفر شکر پر
 ایک تبصرہ لکھوں گا۔ اب میں متفرق ان ملاقاتوں اور دعوتوں
 کا ذکر کر دیتا ہوں۔

ہمارا رہ صاحب سے انکے زود گاہ پر جا کر ملاقات کی۔ ہمارا رہ صاحب ہنایت اخلاق اور محبت سے پیش آئے۔ لندن مسجد کے افتتاح کی تقریب پر ہمارا رہ صاحب انگلستان میں تھے۔ ان کی خدمت میں دعوتی بیٹھی۔ یعنی کئی تھی۔ جن اہل خاص اور گرم جوشی سے آپ نے اس تقریب پر لندن سے باہر جانے کے باعث شامل نہ ہو سکے۔ کانسوس گیا۔ اس نے ہمارے دلوں پر گہرا اثر کیا تھا۔ لندن پہنچنے پر عرفانی ہائیڈ پارک ہوٹل میں ہمارا رہ صاحب سے ملاقات کے لئے گیا۔ لیکن وہ ہندوستان کے لئے رخت سفر باندھ رہے تھے۔ اور ملاقات نہ ہو سکی۔ خدا کی شان ہے۔ کہ وہ مقصد شکر کی چوٹیوں پر ڈاکٹر صادق کے ذریعہ پورا ہو گیا۔ ڈاکٹر صادق نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے چند کتابیں پیش کیں۔ اور کچھ دیر تک سلسلہ کے متعلق تبادلہ خیالات رہا۔ ہمارا رہ صاحب نے کتابوں کو ہنایت خوشی سے لیا۔ اللہ کے دینی ملازم کے متعلق کوئی گفتگو کا موقع نہیں مل سکا۔ تاہم سلسلہ کی طرف سے اس کے متعلق باقاعدہ کارڈ کی پور ہی ہے۔

دیوان عبد الحمید صاحب پر اہم قلم کاروں کی دعوت

دیوان عبد الحمید صاحب پر اہم قلم کاروں کی دعوت کے ان چند نامور فنکاروں میں سے ایک ہیں جو دینی قابلیت اور حسن انتظام کا عملی نمونہ دکھا رہے ہیں۔ ریاست کپور تھلہ میں سرکار ہمارا رہ صاحب کے حضر و سفر کی حالت میں ریاست کی انتظامی عمارت کو جس بیدار مغزی سے سمجھائے گئے ہیں۔ وہ ہر طرح قابل تحسین ہے۔ آپ ایک بے نقاب مسلمان ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی دعوت جاہ میں شریک ہوئے۔ اور خود حضرت کو اپنے ہاں دعوت طعام پر مدعو کیا۔ دیوان صاحب احمدی نہیں۔ لیکن انہوں نے اپنے اسلامی اخلاق سے ظاہر کیا ہے۔ کہ محض اختلاف رائے اور عقیدہ ہم کو ایک دوسرے سے متعلق تعلقات کو بڑھانے سے مانع نہیں ہونا چاہیے۔ ریاست کپور تھلہ سے سلسلہ احمدیہ کے تعلقات بہت دیرینہ ہیں۔ جن کی کسی قدر تفصیل میں نے حیات النبی کی جلد اول میں دی ہے۔ ہمارا رہ صاحب بہادر کی بے نقصیتی اور رعایا پروری اپنی آپ تالیف ہے۔ آپ نے اپنی ریاست میں ایک عالی خان مسجد تعمیر کروا کر ثابت کر دیا ہے۔ کہ حقیقی بے نقابیت کیا ہوتی ہے۔ اور دیوان عبد الحمید صاحب کو قلمدان وزارت دیجاس بے نقصیتی میں بار بار یاد لگا دیتے ہیں۔ دیوان صاحب نے اپنے عمل سے دکھا دیا ہے۔ کہ مسلمان اپنے آقا کے ساتھ کسی جان نثاری اور وفاداری کر سکتے ہیں۔

سر دینی نایڈو حضرت کے دسترخوان پر

سر دینی نایڈو ہندوستان کی مشہور سیاسی رہنما عورت ہے۔ جس نے اپنی زندگی کو اہل ملک کی سیاسی خدمت کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ ہندوستان کی مشہور سیاسی مجلس کانگریس کی صدارت بھی کر چکی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے انہیں دعوت بیخ پر مدعو کیا۔ اور وہ ہنایت اہل خاص اور ارادت سے تشریف لائیں۔ انہوں نے اسلام کے متعلق جو تقریریں وقتاً فوقتاً کی ہیں۔ ان سے ان کی وسعت معلومات اور غیر متعصبانہ روح کا پتہ ملتا ہے۔ میز پر ہندو مسلمان اتحاد کے لئے اپنے جذبات اور خیالات کا اظہار کرتی رہیں۔ اور ملک کی بہتری کے لئے ہندوستان کی دو بڑی قوموں میں اتحاد و محبت کی جس قدر ضرورت ہے۔ اس کے لئے انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ سر دینی دیوی بنگالی نثر اور ایک فصیح البیان خاتون ہیں۔ اس تقریب دعوت پر وہ ملکی حالت کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کرتی رہیں۔ اور مختلف سیاسی لیڈروں کے ان خیالات کا بھی انہوں نے ذکر کیا۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق وہ اپنی مجلسوں میں ظاہر کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا۔ کہ ایک موقع پر مسٹر جناح نے ہنایت ہی محبت سے اعتراض کے طور پر کہا کہ کام کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح کی جماعت جانتی ہے۔ جو ہنایت مسند سے کسی موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتی۔ اسی سلسلہ میں وہ جماعت کے نظام اور اس کی عملی قوت کے متعلق اپنے خیالات کا اور دوسرے لیڈروں کے خیالات کا اظہار کرتی رہیں۔

جماعت کے نظام کے متعلق ایک عام اعتراض پایا جاتا ہے۔ سر دینی دیوی قریباً دو گھنٹہ تک رہیں۔ اور روانگی کے وقت انہوں نے کسی موقع پر قادیان آنے کا بھی وعدہ کیا۔ اور حضرت سے خواہش کی کہ برہمندر میں راہب رام موہن نے صاحب کی برسی کے جلسہ پر تشریف لائیں۔ چنانچہ حضرت نے وعدہ فرمایا۔ جو نکل آج ہی حضرت خلیفۃ المسیح کو آپ صاحب مالیر کوٹہ کی ملاقات کے لئے سسپل ہوٹل میں تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ وہاں سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر کے جلسہ تشریف لے گئے۔ سر دینی دیوی کی تقریر آپ نے سنی۔ اس کے بعد جلسہ ختم ہو گیا۔ دیوی صاحبہ سلسلہ احمدیہ کے بعض افراد سے ذاتی طور پر اس سے پہلے بھی واقف ہیں۔ اور تقریب میں بھی جا چکی ہیں۔ اور وہاں کے ہندوستانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے پوری کوشش کرتی رہی ہیں۔ ان کی زندگی اب ملک کی خدمت میں گذرتی ہے۔ وہ عام طور پر پیشہ دینی لباس پہنتی ہیں۔ اور اسی کو پسند کرتی ہیں۔

نواب صاحب مالیر کو ملہ سے ملاقات

ہزائی نس نواب
صاحب مالیر کو ملہ سے ملاقات
ہر جگہ پر تشریف فرما ہیں۔ آپ کا گھٹ ہوس (ہول اوک نام) کننگڑی کے جوار میں واقع ہے۔ لیکن آپ مشورہ میں لیتے ہیں۔ ۲۷ ستمبر ۱۹۲۵ء کو حضرت خلیفۃ المسیح نے نواب صاحب سے ملاقات فرمائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح جب مالیر کو ملہ تشریف لے گئے تھے۔ تو نواب صاحب نے خود تشریف لاکر اپنے اخلاق اسلامی کا نمونہ دکھایا تھا۔ حقیقت میں جب تک مسلمانوں کے دلیمان ریاست میں اس قسم کی اخلاقی عظمت اور سادگی پیدا نہ ہو۔ اسلام کی عملی اخلاقی تاثیرات کے دیکھنے والوں کو تعجب ہوتا ہے۔ ریاست مالیر کو ملہ کی تاریخ

میں یہ امر نمایاں ہے۔ کہ وہ ہفتے سے ادبیار اللہ اور صلوات وقت سے بجزت و احترام پیش آتی رہی ہے۔ حضرت صدر جہان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جس ارادے اور عقیدت کا اظہار اپنے عہد میں ہوا۔ وہ ایک مسلمہ تاریخی شہادت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے جیسا کہ پہلے سے فرادہ پایا تھا سبیل ہوٹل میں نواب صاحب محدود سے ملاقات فرمائی۔ نواب صاحب اپنی کوٹھی مشورہ سے وہاں تشریف لائے۔ عام طور پر آپ نے ملاقاتیوں کے آرام و سہولت کے لئے اسی ہوٹل میں چند کمرے لیکر ملاقات کا انتظام کر رکھا ہے۔ مال میں نواب صاحب نے مالیر کو ملہ کی مجلس میلاد کے لئے ایک گرانقدر رقم دیکر اپنی عقیدت کا اظہار فرمایا۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ یہ ملاقات اسلامی اخلاص و اخلاق کا ایک خوشگوار نمونہ تھی۔

جمیعتہ الاخوان شملہ کا قیام

۲۵ ستمبر ۱۹۲۵ء کو کننگڑے کے بالائی حصہ میں دردمند مسلمانان شملہ کا ایک اجلاس ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اس اجلاس کے صدر تھے۔ احمدی اور غیر احمدی مسلمانوں کا یہ مشترکہ اجلاس جمیعتہ الاخوان کی تاسیس کے لئے ہوا تھا۔ قارئین الفضل کو معلوم ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی تقریر مسلمانوں کی انفرادی اور قومی ذمہ داریوں کے دوران میں جمیعتہ الاخوان کی تحریک فرمائی تھی۔ یہ تحریک بہرے کا دل پر نہیں پڑی۔ اور دردمند دلوں میں عملی کام کے لئے مؤثر ہو رہی ہے۔ یہ جلسہ ابتدائی تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنی تقریر میں اتحاد کی ضرورت پر قرآن مجید کی آیات سے ہدایت ہی چھوئے نکات بیان فرمائے۔ اور جمیعتہ الاخوان کی تاسیس کے لئے توجہ دلائے ہوئے آپ نے ان مشکلات سے بھی احباب کو آگاہ فرمایا۔ جو کام کرنے والوں کی راہ میں آتی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہر جگہ سے یہ عہد بیا جاوے۔ کہ جو کام اسے جس غرض کے لئے دیا جاوے گا۔ وہ اس کے کرنے کے لئے تیار رہے گا۔

اس عہد سے وہ جھگڑے پیدا نہ ہونگے۔ جو عہدوں کی تقسیم اور حصول کے متعلق بدقسمتی سے الجھنوں اور مجالس میں ہوجاتے ہیں۔ اور ایک ہدایت فروری امر آپ نے یہ بتایا۔ کہ مذہبی مسائل پر اس جمیعتہ میں ہرگز بحث نہ ہو۔ اور نہ یہ مجلس ایسے امور میں دخل دے۔ ہر ذمہ کا مسلمان یا مخیر اس میں شریک ہو۔ اور کوئی چندہ لازمی نہ ہو۔ حضرت کی تقریر پر حاضرین نے مجلس کے قیام کی تجویز منظور کر کے ایک دو مہرہ جلسہ کی تجویز کی تاکہ ضروری کارکنوں اور عہدہ داروں کا انتخاب عمل میں آکر باقاعدہ عملی کام شروع ہو جاوے۔ جلسہ کے اختتام پر حاضرین کی قیام فرماوے کی گئی۔ جو جماعت احمدیہ شملہ نے پیش کی۔

آئریل سردارہ جوگندر سنگھ صاحب کی دعوت

آئریل سردارہ جوگندر سنگھ صاحب
۲۸ ستمبر ۱۹۲۵ء کو حضرت خلیفۃ المسیح کو صاحب کے خدام کے نسخ کی دعوت دی۔ آئریل سردارہ ذراعت قادیان تشریف لے جایکے ہیں۔ انہوں نے اپنی یہ تمہیدی کا اظہار وہاں بھی حضرت خلیفۃ المسیح کی دعوت قبول فرما کر دیا تھا۔ اور یہاں شملہ میں خود مدعو کر کے اپنے خاندانی تعلقات کو بڑھایا۔ آئریل سردارہ جوگندر سنگھ صاحب کی علمی قابلیت اور تجویز کاری کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا۔ کہ وہ پنجاب کے ذریعہ ذراعت ہیں۔ جسے ذاتی طور پر ان سے ملنے کا موقع ہوا ہے۔ اور اس دعوت کی تقریب پر بھی انکے خیالات سننے کا خوشگوار اتفاق ہوا۔ آئریل سردارہ جوگندر سنگھ صاحب کو اپنے ملک کی اقتصادی حالت کی اصلاح اور بھلائی کا یہ حد خیال ہے۔ اور وہ ملک میں امن و امان کے دل سے خواہشمند ہیں۔ ہندو مسلمانوں کے گزشتہ مناقشات اور فسادات سے انہیں بہت صدمہ ہوا ہے۔ اور اس قسم کے فرقہ وارانہ فسادات کو ملک کی ترقی کے لئے وہ خطرناک روک سمجھتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح سے ہدایت و نصیحت طور پر انہوں نے ان فسادات کو امن اور صلح سے بدل دینے کی ہر ممکن کوشش کی خواہش کی اور حضرت کی ان تجاویز کو جو موثر کانفرنس میں آپ نے پیش کی تھیں۔ پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ اور مشورہ دیا۔ کہ ملک میں دستکاری اور ضرورتاً کپڑا بننے کی دستکاری کو جاری کرنے کی تجاویز کو دعوت دیا جاوے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی اس تجویز کو بھی انہوں نے بہت پسند کیا۔ کہ مقامی صلح کے لئے اور قائم کئے جاویں۔ اس دو مہرہ جلسہ کی صحبت میں وزیر صاحب ملک کی بہتری اور اصلاح کے مختلف پہلوؤں پر تبادلہ خیالات کرتے رہے۔ اہل پنجاب ایسے لوگوں پر جس قدر فخر کریں وہ کم ہے۔ جو اپنے گھر والے

اور پرائیویٹ مجلسوں میں بھی ان کی بہتری کے خیال کو ترک نہیں کرتے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ آئریل سردارہ جوگندر سنگھ صاحب ہر ایسی تحریک کی عملی مدد کے لئے تیار ہیں۔ جو ملک میں صنعت و حرفت کی ترقی کے لئے کی جاوے۔ اور لوگوں کو بیکاری کی پلار سے بچانے میں مدد ہو۔ اس قسم کی تحریکوں سے ملک میں خوشحالی اور فائز خیالی کے پیدا ہونے کی بہت بڑی امید ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے دعوت جاری

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۲۹ ستمبر ۱۹۲۵ء کو سارے چارنگے ہوٹل سبیل میں یورپین اور دیسی شرفاء کو چار کی دعوت دی ہے۔ اس قسم کی دعوت میں باہمی ملاقات اور تبادلہ خیالات سے بہت سی غلط فہمیاں دور ہوجاتی ہیں۔ اور ملک میں امن کو قائم رکھنے اور ملک کی اخلاقی اور اقتصادی حالت کی اصلاح اور بھلائی کے لئے جدید راستے پیدا ہوجاتے ہیں۔ شملہ جیسے مقام پر جہاں موسم کے خاتمہ پر خصوصیت سے اس قسم کی خوش گوار معرفتیں ہوتی ہیں۔ بہت پہلے سے ایسی پارٹیوں کا انتظام کرنا ضروری ہوتا ہے۔ باوجود لوگوں کی مختلف معرفتوں کے اس وقت تک متعدد خطوط قبولیت کے آچکے ہیں۔

موترا اتحاد کا خاتمہ

موترا اتحاد کا خاتمہ
موترا اتحاد جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ رنجا پور ختم ہو چکا ہے۔ جو سب کھٹی گائے کشی اور باجے کے مسئلہ پر فور کرنے کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ اس نے اپنی رپورٹ پیش کر دی تھی۔ مگر انوکھے کہ وہ متفقہ رپورٹ نہیں تھی۔ اس لئے کہ زمین ایک دوسرے کی تجاویز کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ تاہم بعض امور پر اتفاق بھی تھا۔ بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح کی تحریک کے موافق یہ تشریح پایا۔ کہ مقامی مصالحتی لورڈ قائم کرنے کے لئے اپیل کی جاوے اور ایک مشترکہ بیان شائع کر دیا جاوے جس میں عدالت طور پر اظہار ہو سکے جو مجلس پور سے طور پر تصفیہ اور سمجھوتہ مطالبات کا نہیں کر سکی۔ لیکن اس کی کوشش جاری رہے گی۔ جب تک آخری فیصلہ شایع ہو۔ ہندو مسلمان ہر جگہ امن کو قائم رکھنے کی پوری کوشش کریں گے۔ پچھلے فسادات پر جو موترا اتحاد کے دوران میں خصوصاً پہلا اپیل شایع کرنے کے بعد ہوئے مجلس نے اظہار اسوس کیا۔ مسٹر جناح ۶ ہفتہ کے اندر پھر کانفرنس کا اجلاس بلائیں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے مجلس اتحادیں اپنی باقاعدگی اور کام میں عملی دلچسپی لینے سے قاصر اثر پیدا کیا۔ مؤثر کے کسی اجلاس میں آپ نے کسی عذر پر بھی غیر حاضر نہ کی۔ اور مسلمان احباب نے مجلس مشاورت جب منعقد کی اس میں خود شریک ہوئے۔ اور صرف ایک یا دو مہرہ پر آپ اپنے نام مقام کو لکھا۔

ترقی اسلام قادیان کی تبلیغی مساعی

گردہ بھی ایسے حالات میں جبکہ مجلس میں کوئی امر اہم طے ہو نیوالا نہ تھا۔ میں ایک جداگانہ مضمون میں دکھاؤں گا۔ (انشاء اللہ) کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے عملی اتحاد کے لئے اپنے طرز عمل سے کیا سبق دیا ہے۔ اگر مسلمانوں میں اس قسم کی سرچ پیدا ہو جائے تو خدا کے فضل سے ایک ہی دن میں ان کی مشکلات کا حل ہو جائے۔

خواجہ حسن نظامی صاحب کا طرز عمل

اتحادی عمل کا جو نمونہ یا جو دارالامان کے اختلاف سمجھنے کے دکھایا گیا وہ قابل قدر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی ان تمام تحریکات میں جو آپ اپنا اسلام کیلئے کر رہے ہیں۔ صدیقین اور اپنے رفقاء کو خبر دیکھا ہو تو ان کا دل ہل جائے گا۔ حضرت شہدائے پہلے اور آپ اپنے مخلص ناموں انبیاء کے قانون و غیرہ کے مشعل عمل کا روائی شروع کیا اور بعض بیڈرو کو خطوط لکھے جو خواجہ حسن نظامی صاحب کو بھی حضرت نے ایک مکتوب لکھا۔ خواجہ صاحب نے نہایت اشرار کے ساتھ حضرت کی تمام تجاویز سے اتفاق فرمایا اور مسلمانوں کو بتایا کہ حرمت اسلام کیلئے کس طرح ہم ایک جھٹلے کے نیچے بیٹھ سکتے ہیں۔

سلسلہ کی خدمات کا اختراع

اسلام نے نئی روشنی اور نئی روشنی کی تعلیم دی ہے۔ اور من لہدیشکل الناس لہدیشکل اللہ کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو نیا مقام پر انسان کو نیا چہاں بنا دیا ہے۔ جو اسکی اخلاقی قوتوں میں نشوونما کی سرچ مضبوط ہوتی ہے۔ اور دوسرے مکتبہ محمدی کے جذبات و پھر آتے ہیں۔ سلسلہ احمدیہ اپنے آغاز سے اسوقت تک خدا اسلام اور اہل اسلام کیلئے سرچا اور کر رہا ہے۔ نیز تفریح کرنا یہ مقام نہیں۔ لیکن میں تجویز کرتا ہوں کہ لوگ اس امر کا ذکر فروری سمجھنا ہوں۔ کہ وہ جو سلسلہ کیلئے مخالفت اور عداوت کی تھی خدا کے فضل و محبت اور اخلاص کیلئے بدل گئی ہے۔ اور اب ملک بھر میں اور انہیں جہاد کے لوگ اور ملکی خدمت میں رہنا یا خدمت کے لوگ عزت کرنے لگے ہیں۔ کہ سلسلہ احمدیہ نہایت اخلاص سے ملک و ملت کی خدمت کر رہا ہے۔ چنانچہ معزز ہر ہر دم ملی میں ہر دم کے دفاع کا خاص خصوصی نے شمار کے حالات لکھتے ہیں جن خیالات کا اظہار کیا ہے میں انکو مابعد فرمایا کرتا ہوں۔ قادیان کی حضرت کی مساعی کیلئے کے عنوان لکھا ہے۔ "ناشکر گنہاری ہوگی۔ اگر جناب مولانا بشیر الدین محمود صاحب اور انکی عظیم جماعت کا ذکر ان سطروں میں نہ کریں جنہوں نے اپنی ناکامیوں کو جہاں اختلاف عقیدہ ہم مسلمانوں کی ابوری کیلئے وقف کر دی ہیں۔ یہ حضرات اس وقت اگر ایک جانب مسلمانوں کی سیاست میں دلچسپی سے حصہ لے رہے ہیں۔ تو دوسری طرف وہ مسلمانوں کی تنظیم و تبلیغ و تعلیم و تجارت میں انتہائی جدوجہد سے مہمک ہیں اور وہ وقت دور نہیں جبکہ اسلام کے اس مشعل طرز عمل سے سوائے عظیم کیلئے بالعموم اور ان اشخاص کیلئے بالخصوص جو ہم اللہ کے گنہگار ہیں بیٹھ کر خدا اسلام کے بلند نامک و دریا میں ریح دعاوی کے جو کہ ہم مشعل راہ نجات ہو جائیں اسباب کو جماعت قادیان کے اس علم عام میں جس میں خدا مومن نے اپنے عوام اور وطنی کار پر اظہار خیالات فرمایا۔ بزرگ کا فر حاصل ہوا۔ وہ ہمارے خیالات کی تائید کے بغیر نہیں رہ سکتے۔" معزز ہر ہر ان خیالات کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے اپنا ہر کار اور اپنی ذمہ داری کو سوجھ کر دیا۔ یوں اس قدر بڑھ گیا اور ملک و ملت کی فوٹو اتان سے کیا ہوا۔ ان میں ملک میں عام اور دوسری قوموں کا دار اور حرمت کے جہاد کو پیدا کر کے ایک عقود قریب کی بنیاد نہیں رکھا۔ اس پر ایک شاندار تقریر کرنا ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں میں ایسی پیدا کرنا ہے جو ملک میں امن اور اتحاد کے سلسلوں کو مضبوط کرتے ہیں۔ انکی اخلاقی روحانی تعلیمی اور اقتصادی حالت کو بلند کر کے۔ یہ مقصد جو عظیم الشان ہے اس کے لئے اتنی ہی بڑی قربانیوں کی

منعوری ۲۱ ستمبر۔ زیرا اہتمام مجلس تنظیم منعوری ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸ ستمبر ۲۲ء کو ٹاؤن ہال میں تیر ہزارت جناب حاجی کنورا سمیل علی خان صاحب رئیس امراتل دیونپل کمشنر مسلمانان منعوری کا ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا جس میں کہ شیخہ سنی۔ احمدی۔ دیوبندی۔ وغیرہ جملہ فرقہ ہائے اسلامیہ کے علماء نے تقریریں کر کے اشتراک عمل کا سبق مسلمانوں کو دیا۔ رقتا زمانہ سے آگاہ کرتے ہوئے اتفاق اور اتحاد کی بے حد تلقین فرمائی۔ اس اور کا عام طور پر یہ خیال رکھا گیا تھا۔ کہ کسی غیر مذہب پر کوئی حملہ نہ کیا جائے۔ اور غیر مسلم حاضرین جملہ کے احساسات کو ٹھیس نہ لگے۔ علماء اکرام نے اسلامی رواداری اور اخلاق حسنہ کا پورا پورا ثبوت دیا۔ جلسہ کی کارروائی ۱۶ ستمبر کی رات کو ۹ بجے شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب صدر نے خطبہ صدارت پڑھا۔ اور مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ اگر وہ کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو اپنے قدموں پر کھڑے ہوں۔ اور بیوروں کے بھروسہ پر نہ رہیں۔ اس کے بعد جناب عبدالمجید صاحب قریشی مدیر تنظیم امرتسر نے ایک بڑی عسارت تقریر فرمائی۔ اور تنظیم کے مساعی۔ تنظیم کی ضرورت۔ تنظیم کے مقاصد سے آگاہ کیا۔ اور کہا۔ تنظیم سے مراد کسی پر حملہ کرنا یا کسی کو نقصان دینا نہیں بلکہ تنظیم کا مقصد مسلمانوں سے تفاق افلاس اور جمالت دور کرنا ہے۔ دوسرے دن بعد نماز ظہر جناب پروفیسر عبدالرحیم صاحب، تیسرے دن مساعی تنظیمی انگلستان و افریقہ نے جو احمدی حضرات کی طرف سے تشریف لائے تھے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ مسلمانوں سے افلاس۔ تفاق اور جمالت کس طرح سے دور ہو سکتی ہے۔ اور اپیل کی کہ یہ وقت تفاق کا نہیں۔ بلکہ سب کو خواہ وہ کسی عقیدہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ اسوقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عورت اور ناموس کی حفاظت کیلئے اکٹھا ہونا چاہیے اس دن رات کو ۹ بجے تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب مولانا فضل علی صاحب منعوری نے جو اپنی تبلیغ حضرات کی طرف سے آئے تھے۔ تقریر فرمائی۔ اور فرمایا اہل تبلیغ کی طرف سے جو مسلمانوں کے دلوں میں بدگمانی ہے۔ کہ یہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عورت کے لئے بھی اشتراک عمل کرنے کو تیار نہیں رہنا ہے۔ اپنا اپنا عقیدہ سب کو مبارک رہے۔ لیکن جب ایسا سوال درپیش ہو جس میں سب متفق ہوں۔ تو فوراً اس میں ہلکا کام کرنا چاہیے۔ اور اہل تبلیغ ہر طرح سے مشترکہ مسائل میں دیگر مسلمانوں سے اشتراک عمل کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ اس کے بعد جناب مولانا مظہر الدین صاحب مدیر الامان دہلی نے

تنظیم پر تقریر فرمائی۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تنظیم کی اور اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو حقیقی مومنوں میں تنظیم سکھاتا ہے۔ تیسرے دن ۱۸ کو بعد نماز ظہر مجلس تنظیم کا آخری اجلاس ہوا۔ پہلے جناب عبدالرحیم صاحب نے تنظیم پر تقریر فرمائی۔ اور تبلیغی ضرورت اور اہمیت مسلمانوں کو بتلاتے ہوئے مقامی مدرسہ اسلامیہ کے لئے اپیل کی۔ اس کے بعد جناب مولانا مظہر الدین صاحب نے ایک مختصر لیکن نہایت مدلل اور پُر زور تقریر فرمائی اور ایسے لوگوں کے خلاف صدارتے احتجاج بلند کیا جو اپنے آپ کو مولوی اور لیڈر کہتے ہیں۔ لیکن ان کا کام سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کریں۔ اور ان کو متفق نہ ہونے دیں۔ آپ نے فرمایا مسلمانوں کو ایسے گندم ناچو فروش مولویوں اور لیڈروں کی باتوں پر نہ جانا چاہیے۔ جو تفاق پیدا کرتے ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کو اپنی عقل سلیم سے کام لیکر خود سوچنا چاہیے۔ کہ اس وقت ان کا فائدہ کس میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر آپ لوگوں سے اتفاق اور اتحاد کی بیھیک مانگتا ہوں۔ آپ لوگ موجودہ زمانہ کی نزاکت کو سمجھیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر متفق ہو جاویں۔ آپ نے فرمایا میں یہ نہیں کہتا کہ اپنا عقیدہ بدل دو۔ صرف یہ کہتا ہوں۔ کہ جو کام مشترک ہیں۔ ان میں ایک دوسرے کے پہلو پہ پہلو کام کرو۔ اس کے بعد سکریٹری مجلس تنظیم نے علماء اکرام کا۔ حاضرین جلسہ کا۔ ان لوگوں کا جنہوں نے اختراجات جلسہ میں حصہ لیا۔ اور ان لوگوں کا جنہوں نے جلسہ کو کامیاب بنانے میں حصہ لیا۔ اور غیر مسلم حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد جناب صدر نے مندرجہ ذیل ریزولوشن پیش کیا۔ جو اتفاق رائے سے پاس ہوا۔ مسلمانان منعوری سرحد پر جو شیخہ اور سنی فرقوں میں فساد ہوا ہے۔ اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے مظلومین کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ " آخر میں جناب صدر نے اختتامی تقریر فرمائی۔ اس کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ اسی دن رات کو جناب پروفیسر عبدالرحیم صاحب نے تقریر فرمائی۔ اور کہا کہ میں تبلیغ اسلام پر ٹاؤن ہال میں لکچر دیا۔ جو بیھیک لائسنس کے ساتھ تھا۔ لکچر ۱۰ بجے شروع ہوا۔ لیکن حاضرین ۱۰ بجے سے ہی آنا شروع ہو گئے تھے۔ ۹ بجے تک یہ حالت ہو گئی تھی۔ کہ ہال میں قدم رکھنے کو بھی جگہ نہ تھی۔ لکچر ٹھیک ۱۰ بجے شروع ہوا۔ حاضرین میں ہندو مسلمان۔ عیسائی وغرض سب مذاہب کے لوگ موجود تھے۔ جگہ نہ ملنے کی وجہ سے سیدھے کھڑے لوگ درپس چلے گئے۔ منعوری میں یہ پہلا موقع تھا۔ کہ ٹاؤن ہال میں کسی مذہبی جلسہ کی حاضرین اس قدر کثیر ہوئے۔ لکچر ۱۱ بجے ختم ہوا۔ اور حاضرین بہت محفوظ ہوئے۔ ہم جناب تیسرے صاحب کے مشکور ہیں۔ جنہوں نے غیر مالک میں تبلیغ اسلام کے نظارے سے

پہلے سامنے پیش فرمائے۔ اور ایک نہایت موثر پیرائے میں اپنے بیان کو ختم فرمایا۔
(حاکم سید عبدالحی سکر ٹری مجلس تنظیم منسوی)

۱۳۔ ۱۱ اگست ۱۹۲۰ء کو کھیلا (سیلون) میں اجلاس اور عیسائیوں کے درمیان الہیت کے زیر دست مباحثہ ہوا۔ اجماعیوں کی طرف سے مولوی ابراہیم صاحب اور عیسائیوں کی طرف سے ریڈ زڈ شاہ خان مناظر تھے۔ احمدی مناظر نے اخیل سے ہی ابطل کیجیت کیا۔ اور اخیل مقدس کی رو سے بتایا کہ عیسائیت میں کیسے کیسے نقص درخ ہو گئے ہیں اس مناظرہ میں خدا کے فضل سے اجماعیوں کو نمایاں کامیابی ہوئی۔ اور احمدی مناظر کی تقریر سے لوگ اس قدر غوطہ کھئے کہ وہ خوشی سے تالیاں بجاتے تھے۔ سیلون کے اخبارات نے بھی اس کی روداد شائع کی ہے۔ ایک اور مباحثہ قادیان اور سیک کی آمدنی کے متعلق خط و کتابت ہو رہی ہے۔

فرد ہاشم صاحب سکر ٹری انجمن احمدیہ کھیڑہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ مولوی مبارک احمد مولوی فاضل پینڈو ادنیان میں بارہ روز تبلیغ و اشاعت کا کام کر کے کھیڑہ آئے۔ مقام طور میں دو دن لیکچر دیتے رہے جو کہ بہت کامیاب ہوئے۔ اور اس کے علاوہ آیت پور میں ملاقاتیں بھی کیں۔ اس کے بعد آپ کیر میں تشریف لے گئے۔ اور شام کے بعد مسلمانوں کے تشریح کے اسباب اور ان کا علاج کے موضوع ایک دلاویز تقریر فرمائی۔ جو نہیں گھنٹہ تک جاری رہی۔ پھر اگلے دن لوگوں کی درخواست پر اسی جگہ ایک اور تقریر ہوئی۔ جس میں لوگوں کو احکام اسلام اور خصوصاً نماز کا صحیح فلسفہ بتایا گیا۔ یہ لیکچر تقریباً ساڑھے چار گھنٹہ تک جاری رہا۔ اور لوگوں نے سلسلہ احمدیہ کا شکر یاد کیا۔ ایک مقامی مولوی صاحب نے لوگوں کو نماز با ترجمہ پڑھانے کا وعدہ مولوی مبارک احمد صاحب کی تحریک پر کیا۔ بعد ازاں اپنے موضع بستی میں جا کر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ لوگوں کو احکام اسلام کی طرف توجیہ دلائی۔ اور حالات حاضرہ سے اطلاع دی۔ لوگ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات ملی کے مستنون ہیں۔ انہوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا۔ کہ داعی ہی جماعت ملت بیضا کی صحیح معنوں میں خادم ہے۔ یہاں سے آپ توجیہ میں پہنچے۔ اور ایک تقریر کی۔ اس کے بعد اپنے پڑھائی ایک گاؤں میں تقریباً اڑھائی گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ پھر اسی جگہ ایک تقریر میں میدان میں ہزار ہا کے مجمع میں اپنے ایک بصیرت ازورہ تقریر کی۔ جس کا بہت اچھا اثر ہوا۔ اور تمام میدان

لا الہ الا اللہ کے ٹک بوس نعروں سے گونج اٹھا۔ یہاں سے فراغت پا کر آپ قصیدہ مذکورہ میں گئے۔ اور نماز عشاء کے بعد مسلمانوں کی ترقی کے ذرائع پر تقریر کی۔ جس کو لوگ دو بجے رات تک سنتے رہے۔ اور لوگوں نے اس پر عمل کرنا قرار کیا۔ غرض کہ تمام علاقہ میں مولوی صاحب کی تقاریر سے بیداری پیدا ہو گئی ہے۔ مولوی شاہ علی اور مولوی محمد امجدی صاحب ساکنان موضع سوڈی لکھتے ہیں کہ ہمارے گاؤں کے جملہ مسلمان سلسلہ احمدیہ کا شکر یہ ادا کرتے ہیں کہ مولوی مبارک احمد صاحب نے اپنی دلچسپ تقریر سے ہمیں موجودہ حالات زمانہ سے آگاہ کیا۔ اور ہم میں بیداری کی روح پھونکی۔

مرد صدیق صاحب سکر ٹری انجمن احمدیہ جلال پور جٹاں سے لکھتے ہیں کہ مولوی عبدالغفور صاحب نے یہاں۔ اور امداد عالی کو قیام فرمایا۔ اور پہلے روز ادنی کمال کے موضوع پر نہایت پیش قیمت خیالات کا اظہار کیا۔ اور اسلام اور دیگر مذاہب کا مقابلہ کر کے اسلام کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ثابت کی۔

دوسرے دن لوگوں کے اہم ترین آپ نے مسئلہ نجات بیان کیا۔ اور بتایا کہ نجات کا ذریعہ صرف اسلام ہی ہے۔ لوگ نہایت غوطہ کھئے۔

عابد علی خان صاحب موضع ہوشیار پور سے مطلع فرماتے ہیں۔ ۱۲۔ ۱۳ ستمبر کی شب کو ماسٹر عبدالرحمن صاحب نے بیچوت چھات اور قائد مجاہد سے مسلمانوں کو ایک تقریر کے ذریعہ مطلع کیا۔ اور شاہان اسلام کے احسانات کو لوگوں پر کے عنوان سے بھی ایک دلچسپ تقریر فرمائی۔ سامعین پر اچھا اثر ہوا۔

محمد سلیم صاحب جہلم سے لکھتے ہیں کہ وہاں چونکہ کسی مسلمان صوفی کی دوکان نہیں تھی۔ اس لئے ایک احمدی نے اس کام کو شروع کیا۔ اور بہت خوبی سے چلایا۔ ہندو سمیت مخالفت کر رہے ہیں۔ مگر کہ انہوں نے چہرہ کر کے نرخ بھی کچھ کم کر دیئے ہیں۔ تاکہ اسلامی دوکان کو نقصان نہ پہنچے۔ جہلم اور مصافحہ کے مسلمانوں کو حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

محمد حشمت علی صاحب اور ضلع جالندھر سے لکھتے ہیں کہ ماسٹر عبدالرحمن صاحب بی اسلمانی ہر سنگ نے ۱۲۔ ۱۳ کو موضع کریم پور میں ایک لکچر دیا جس میں ثابت کیا کہ اسلام ہی زندہ مذہب ہے۔ اور نیز مسلمانوں کو اپنی اصلاح کی طرف متوجہ کیا۔ اگلے دن موضع اور میں اپنے مرد عورتوں کے مجمع میں لکچر دیا۔ جس میں بتایا کہ مسلمان بادشاہوں نے کچھ گورہوں پر کجا کیا احسانات کئے ہیں۔

کیا پردہ ظالمانہ قید ہے؟

تمدنی نقائص کے ازالہ اور کئی دیا ک خیالی کے قیام میں پردہ بہترین مددگار ہے۔ مگر یہ پردہ کی عادی اقوام اور افراد اس کو قابل نفرت اور گھٹونا قانون قرار دیتے رہے ہیں۔ آریہ سماج کا نشوونما اور اس کی ذہنیت کا ارتقا جن حالات اور جن خیالات کے ماتحت ہوا ہے۔ ضرور تھا۔ کہ وہ ان سے متاثر ہو کر پردہ کے خلاف جدوجہد کرے۔ کیونکہ پردہ کی موجودگی میں آریہ عملیات اور اصلاح پذیر نہیں ہو سکتیں۔ پتا چلے آریہ اخبارات متواتر شہور چھاپ رہے ہیں۔ کہ پردہ ایک ظالمانہ قید ہے۔ اس شور و غل سے ان کے دو مقصد ایسا۔ اول یہ کہ مسلمان آریوں کی قبیح رسوم پر مکتہ صینی نہ کریں۔ بلکہ ان کو اپنی خوبی بھی قبیح کے رنگ میں دکھلائی جائے۔ دوم مسلمانوں کے دل میں پردہ سے نفرت پیدا کر کے ان کو بھی قید بردگی کا دلدادہ بتایا جائے۔

حیرت کا مقام ہے۔ کہ وہ قوم جو زمرہ قید بردگی کا غیابہ بھگت رہی ہے۔ اور شاید ہی کوئی اختیار ہوگا۔ جس میں ہندو دیوی کا خواہاں علی حرفت میں نہ دکھلایا جائے ہوگا۔ وہ بھی پردہ جیسی نغمہ رساں حقیقت پر مستتر ہے۔ مانا کہ بدکار عورتیں ہر قوم میں ہوتی ہیں۔ مگر بے پردگی کے باعث جو مفسرین ہندو قوم کو قبیح رہی ہیں۔ ان سے مستتر صحابہ بھی طرح آگاہ ہیں۔ پھر کوئی نوجھسا یا مکتا ہے۔ کہ یہ اعتراض نیک نیتی پر مبنی ہے۔ اسلام نے تمدنی اصلاحات میں ایک بہت بڑی صلاح یہ کی ہے۔ کہ غیر مرد و عورت کے خلا ملا کو ناجائز قرار دیا۔ اور مردوں اور عورتوں کو نفس بصر کا حکم دیا۔ مزید برآں عورت کے لئے ضروری قرار دیا گیا۔ کہ وہ دوسرے مردوں سے اپنی زینت مخفی رکھے۔ یہ حکم کس قدر حکمت اور اہم ہے۔ اس کی تفصیل

کایہ مقام نہیں۔ مختصر طور پر بیان کرتا ہوں۔ مگر قبیل ازیرلیات کا یہ لہجہ وہی ہے۔ کہ اسلامی پردہ عورت کو علم و عمل کی کسی کیفیت سے محروم نہیں کرتا۔ تاریخ شاہد ہے۔ کہ صحابیات جنہوں نے اسلامی پردہ کو اول اول علی جام میں پیش کیا ہے۔ میدان جنگ میں مردوں کے ہمراہ ہوتی تھیں۔ جو وہین کی مرہم بیٹی وغیرہ اہم امور ان کے سپرد ہوتے تھے۔ صنعت و حرفت۔ درس و تدریس میں ان کے اوقات مشغول ہوتے تھے۔ غرض کہ قومی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس میں مسلم خواتین یا جو پردہ دار ہو سکیے نمایاں حصہ نہ لیتی تھیں۔

پس اسلامی پردہ کو ظالمانہ قید تو کہا محض "قید" کہنا بھی سراسر جھوٹ ہے۔ (آگے دیکھیں صفا)

اقتباسات

مسلمانوں کی اقتصادی ترقی

مسلمانوں کی اقتصادی ترقی اور ترقی میں ہمارے لئے بیداری کا پیغام ہے۔ ہم کو نہیں معلوم کہ یہ واقعات قدرت نے محض اس لئے پیش کیے۔ کہ تم شاہراہ ترقی پر گامزن ہو جاؤ۔ لیکن یاد رکھو۔ کہ تمہاری ترقی کی مانع تمہاری اقتصادی اور تجارتی پستی ہے۔ جب تک تجارت کو تم اپنے ہاتھ میں نہ لو گے۔ تمہاری کوئی بھی کوشش بار آور ثابت نہ ہوگی۔ تجارتی بجالی میں تمہاری زندگی مضمر ہے۔ ہاں اس کے علاوہ ایک اور بات توجہ کے قابل ہے۔ وہ تمہاری غیرت و حیثیت کا فقدان ہے۔ ہندوؤں سے اچھو لو کا سلوک روا رکھتے ہیں تم کو اور تمہاری چھوٹی چھوٹی چیزوں کو ناپاک سمجھتے ہیں۔ کیا تمہارے پاس اس کا کچھ بھی جواب ہے؟ وہ سخت بے غیرت مسلمان ہے۔ جو ہندوؤں کے ہاتھ کی تیار شدہ خوردنی اشیاء کا استعمال کرتا ہے۔ مذہب کے نام پر نہ سہی انسانی غیرت کے نام پر میں آپ لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ہندوؤں سے وہی سلوک روا رکھیں۔ جو وہ تم سے روکتے ہیں۔
وَلَا تَقْتَدُوا بِاٰتِ اللّٰهِ لَا يَصْحَبِ اٰلِهَعْتَدِيْنَ
(زمیندار، ارسنبہ)

مساوات اسلامی کا ثبوت

حال میں نئے آریہ لوگوں کو جس باپوسی کا سامنا کرنا پڑا ہے اس کی شہادت تیج کے ہاتھ سے پریم چند سابق انعام الحق کے الفاظ دیتے ہیں۔ اور وہ شہد شاہد من اھلہا کا سماں پیدا کرتے ہیں۔ معاصر الفضل کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ نو آریوں کے بہت سے حقوق ابھی تک ان کو نہیں ملے۔ اور ان کی حالت نہایت رنج اور قابل رحم ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپ اپنے آقا یاں دلی نعمت کو خوش کرنے اور اپنے فریضہ کو ادا کرنے کا دینے کے لئے فرماتے ہیں کہ "نومسلموں کی حالت بھی نو آریوں سے بہتر نہیں"۔ معاصر الفضل نے کوئی نصیحت و رنج نو مسلموں کے نام لگائے ہیں جنکی شادیاں شریف اور معزز مسلمانوں کے گھروں میں ہوئی ہیں۔ حالانکہ بقول ہما شدتی اس وقت آریہ سماجی حلقوں میں نو آریوں کے لئے صرف بیٹی کا سوال باقی رہ گیا ہے۔ ذرا ستم ظریفی ملاحظہ فرمائیے کہ آریہ سماج کو جنم لئے ہوئے ساٹھ سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے لیکن ابھی تک بیٹی کا سوال بھی حل نہیں ہوا۔

اور جنم کے آریوں نے بھی نو آریوں کو ابھی تک مساوی حقوق کی دینے اور باوجود آریوں کی مسلسل کوشش کے "نو آریوں کی تکلیف میں کوئی نمایاں کمی نہیں ہوئی" اس کے برعکس مسلمانوں میں ہزاروں مثالیں ایسی ملیں گی۔ کہ نومسلموں کو شریف ترین گھرانوں کی لڑکیاں دیدی گئیں۔ اور وہ مسلمان ہوتے ہی مسلمانوں میں اس طرح مل گئے کہ گویا وہ پیدا ہی مسلمانوں میں ہوئے تھے۔
(زمیندار، ارسنبہ)

نورافشان کی تہذیب پر کاش گو

باہمی مباحثہ و مناظرہ اگر نیک نیتی سے ہی جونی دہن نمانی کی غرض سے کیا جائے تو ضرور مفید ثابت ہوگا۔ لیکن غیر محسوس دلائل سے کسی مذہب و ملت پر حملہ کرنا اپنی ہی سبک سری کا اظہار چنانچہ ہم عصر پر کاش مطلوبہ ارسنبہ کے آئین میں مندرجہ پوزیر عنوان اجتماع صدیق کا مجموعہ یوں مرقوم ہے۔
"اسلام بھی اجتماع صدیق کا طیب مجموعہ ہے۔ پر وہ کے مسئلہ ہی کو لئے لیجئے۔ اسے ایک طرف تو اسلامی شمارا جاتا ہے اور اس کے حق میں اس بیسویں صدی کے روشنی کے زمانہ میں بھی اس سختی سے کام لیا جا رہا ہے کہ روس میں ملاؤں کے سرگروہ عباس کی سرکردگی میں ایک خفیہ مجلس نے یہ فتویٰ دیا ہے۔ کہ جو بیوی نقاب دور کر دیتی ہے وہ بیوی نہیں رہتی۔ اور جو خاندان بیوی کا نقاب دور کرنے میں بے شرمی کی اجازت دیتا ہے۔ وہ کافر ہے۔"

لیکن دوسری طرف ترکی میں مسلم حکومت حکم صادر کرتی ہے کہ پردہ بدعت ہے۔ اور اس کی سزا موت قرار دی گئی ہے جب ایک ہی رسم کے متعلق یہ بات ہے کہ ہادیان اسلام ہی کی طرف سے اسے ایک جگہ شعاع بنایا جاتا ہے۔ اور دوسری جگہ بدعت تو یہ کہتا ہے جاکیسے ہو سکتا ہے۔ کہ اسلام اجتماع صدیق ہے۔ اس مندرجہ بالا عبارت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ پرکاش کو معقول و منقول دلائل ہم پہنچانے کے لئے چاہیے تھا۔ کہ قرآن و احادیث سے پردہ کا جو از و اقتناع ثابت کرنا۔ لیکن اس نے اسلامی اصول و تعلیم کو پیش کرنے کی جگہ محض مختلف رسم و رواج کی بنا پر اسلام میں اجتماع صدیق کے بہانہ سے چھیر چھاڑکی ہے۔ یہ شیوہ مذموم ہے۔ امید ہے کہ آئندہ پرکاش معقولیت سے کام لینگا۔ محض درپے پر فاش ہونا اچھا نہیں ہے۔ (نورافشان، ارسنبہ)

مسلمان کی قومی زندگی کا نازک ترین مرحلہ

ہماری راستے میں مثلاً کانفرنس مفاہمت کی آخری کوشش تھی اس کے بعد کسی نئی کوشش کا کوئی موقع باقی نہیں رہا۔ ہندوؤں کی

طرف سے یہ آخری اعلان ہے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ کسی منصفانہ مفاہمت پر آمادہ نہیں ہیں۔ اگر ان حقوق کا منصفانہ تصفیہ نہ ہو اور موجودہ حالت قائم رہے۔ تو ہندوؤں کے لئے یہ بھی مفید ہے اس لئے کہ وہ بحالات موجودہ تقریباً ہر شے پر قابض ہیں۔ اور عدم تصفیہ ان کے اس قبضہ کو مستحکم کرتا ہے۔ نقصان ہے تو صرف مسلمانوں کا۔ اس لئے ضروری ہے کہ تمام مسلم رہنما اب فیصلے کی فضول کوششوں سے کٹناں کش ہو کر اپنی ملت اور اپنی قوم کے حقوق کو بچانے کے لئے مناسب تجاویز سوچیں۔ اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ جلد سے جلد کسی مرکزی مقام پر مسلمانوں کے تمام طبقات کے سربراہ اور وہ اصحاب کا ایک اجتماع منعقد ہو اور اس میں حفاظت حقوق کا لائحہ عمل تیار کیا جائے۔ مسلمانوں کی قومی زندگی کا یہ سب سے نازک مرحلہ ہے۔ اگر آج ان کے جائز و واجبی حقوق محفوظ نہ ہوتے۔ تو وہ ہمیشہ ذلت و نامرادی کی ٹھوکریں کھاتے رہیں گے۔ اور ان کی بد نصیبی کا دور کبھی ختم نہ ہوگا۔ کیا ہم امید کر سکتے ہیں۔ کہ مسلمان رہنما اس ضرورت کا صحیح صحیح احساس فرمائیں گے۔ یا کیا اب بھی گائے اور بکے کے متعلق آخری و قطعی فیصلہ سننے کے لئے ڈیڑھ ماہ تک سو رہنے ہی کو ترجیح دیا جائیگی؟ (انقلاب، ۲۷ ستمبر)

حضرت امام جماعت مدریہ احسانات

جناب امام صاحب جماعت احمدیہ کے احسانات تمام مسلمانوں پر ہیں۔ آپ ہی کی تحریک سے "درتھان" پر گویا مقدس چلا۔ آپ ہی کی جماعت نے رنگیلار رسول کے معاملے کو آگے بڑھایا۔ سرفروشی کی جیل فنانے کے جانے سے خوف نہیں کھایا۔ آپ ہی کے پمفلٹ نے جناب گورنر صاحب بہادر پنجاب کو انصاف و عدل کی طرف مائل کیا۔ آپ کا پمفلٹ ضبط کر لیا۔ مگر اس کے اثرات کو زائل نہیں ہونے دیا۔ اور لکھ دیا کہ اس پمفلٹ کی تصدیق محض اس لئے ہے کہ اشتعال نہ بڑھے۔ اور اس کا اثر انکی نہایت فیصلے سے کر دیا۔ اور اس وقت ہندوستان میں جتنے فرستے مسلمانوں میں ہیں۔ سب کسی نہ کسی وجہ سے انگریزوں یا ہندوؤں یا دوسری قوموں سے مرعوب ہو رہے ہیں۔ صوف ایکلہ حری جماعت ہے جو قرن اولے کے مسلمانوں کی طرح کسی فرد یا کسی جمیعت سے مرعوب نہیں ہے۔ اور خاص اسلامی کام انجام دے رہی ہے۔

مسلم پبلیکیشن جماعت جو لندن میں بنائی گئی ہے۔ یہ مسلم لیگ کی طرح مٹ جانے والی اور تباہ ہو جانے والی چیز نہ ہوگی۔ کہ مسلمان ہند نے لیگ کا اثر ولایت تک بڑھایا۔ مگر جب ہندوستان کی نیشنل کانگریس میں لیگ جذب ہو گئی۔ تو ان میں سید امیر علی کو دو دھ کی کمی کی طرح اگک کر دیا۔ (مشرق، ۲۲ ستمبر)

دفعہ رہے کہ جن لوگوں نے پردہ کو "ظالمانہ قید" قرار دیا ہے۔ انہوں نے فطرت نسوانی اور جذبات مردانہ کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ عورت کے اندر قدرت نے جو گنجینہ جیا ودیعت کیا ہے۔ اور جو اس کی سترشت کا طغرائے امتیاز ہے۔ وہ اس کو حجاب کے لئے مجبور کرتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہر قوم اور ہر تمدن کے لوگوں میں نمودار ہے۔ مگر بعض مقامات پر حالات مخالفت اس کو دبا دیتے ہیں۔ اور بے پردگی کو توئی برواج قرار دیا جاتا ہے۔ نیز اگر بغور دیکھا جائے تو حقیقتاً زن و ستوی کا انحصار "مستند اختصاص" پر ہے۔ ذریعہ ان کا ایک جگہ پرل بیٹھا تو حیوانات میں بھی پایا جاتا ہے۔ مگر عورت جو انسانی ازدواج سے مطلوب ہے۔ وہ صرف "اختصاص" سے حاصل ہو سکتی ہے۔ یعنی میاں بیوی کے ایک دوسرے کے لئے خاص ہو جانے سے ہی ایثار و محبت پیدا ہوتی ہے۔ احساسات انسانی کا مطالعہ کرنے والے خوب جانتے ہیں۔ کہ محبت کی بنیاد اسی "اختصاص" پر ہے۔ جس میں یہ "اختصاص" کمزور اور محدود ہوتا جاتا ہے۔ اسی قدر رشتہ الفت بھی ناقص ہوتا جاتا ہے۔ پردہ جو نسوانی زیب و زینت کو فائدہ کے لئے خاص کر دیتا ہے۔ یقیناً محبت کے بڑھانے کا ذریعہ ہے۔ اور یہی نکاح کی غرض ہے۔

غیرت ایک اعلیٰ خلق ہے۔ اور یہ کم و بیش ہر انسان بلکہ حیوانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ لوگ اپنے ننگ و ناموس کی حفاظت کے لئے جان تک قربان کر دیتے ہیں۔ ایک غیور مرد ہرگز یہ برداشت نہ کر سکیگا۔ کہ اس کی بیوی کا کسی غیر محرم مرد سے تعلق ہو۔ اور یہ غیر رانہ خواہش بجز پردہ کے ناممکن یا محسوس ہے۔ میں نے کئی ہندوؤں کو اپنی آنکھوں دوسرے لوگوں سے اس لئے جمع کر کے دیکھا ہے کہ وہ ان کی بیوی یا بہن کی طرف دیکھتے تھے۔ وید اور جازب اور شیم غماز کو بند کئے بغیر عام طور پر کامل طہارت قلبی حاصل نہیں ہوتی اس لئے اسلام نے ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کو حکم دیا۔ کہ وہ غیر محرم کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں۔ تاکہ برائی کا بیج بن سے استیصال کیا جائے۔ مگر چونکہ فطرت نسوانی میں جاذبیت کا مادہ زیادہ رکھا گیا تھا۔ اس لئے اس کے بارہ میں مزید احتیاط مقرر کی۔ گویا اس مسئلہ میں اسلام کو نمایا نصیحت حاصل ہے۔ کیونکہ دوسرے مذہب تو زنا سے منع کرتے ہیں۔ مگر اسلام مقدمات زنا کو بھی حکمت سے بند کرتا ہے۔

اسلامی پردہ عفت و پاکدامنی کے قیام بے بدکاری کے۔ عتوں کو بند کرنے کا ذریعہ ہے۔ وہ صحت پر ہرگز کوئی

برا اثر نہیں ڈالتا۔ ہاں ہندوستان کا موجودہ سیاسی پردہ جو موجودہ حالات میں نہایت ضروری ہے۔ بیشک ضروری ہے ہو سکتا ہے۔ لیکن مکانات کی دفع اور سیر و ورزش کا ازالہ کرنے سے یہ کمی بھی پوری ہو جاتی ہے۔ بعض نادان کہا کرتے ہیں۔ کہ پردہ دار عورت کی طرف مردوں کی توجہ زیادہ ہوتی ہے۔ بہ نسبت غیر پردہ دار کے۔ ادل تو یہ بات ہی غلط ہے۔ تمام تر کشش کا انحصار رویت پر ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تب بھی یہ بات بالکل عیاں ہے۔ کہ پردہ والی عورت کے متعلق توجہ ناقص اور ادھوری ہوگی۔ اور اس کے انتہا تک پہنچنے کے سائل مسقود۔ دوسری صورت میں "عیاں راجہ بیاں" غرض پردہ ایک فطرتی اور نہایت ضروری چیز ہے۔

میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جو انسان معمولی سے تدبیر سے بھی کام لیگا۔ وہ بے پردگی کے نقصانات اور پردہ کے فوائد کا فوراً معترف ہو جائے گا۔ عالم شباب کی تیزیوں کے متعلق پنڈت دیانند بھی لکھتے ہیں۔ "یہ بڑا مشکل کام ہے۔ کہ کوئی شہوت کی تیزی کو تھام جو اس کو قابو میں رکھے" (ستیا رتھ پرکاش باب ص ۱۷) آخر پنڈت دیانند جیسے انسانوں کو بھی یہی ہدایت کرنی پڑی کہ۔

"اندریاں (آنکھیں) اس قدر زبردست ہیں کہ ماں سے سانس لڑائی وغیرہ کے ساتھ بھی ہوشیاری سے رہنا چاہئے۔ دوسروں کا تو کیا کہنا ہے" (اپدیش منجری ص ۱۷) میں آنکھوں کی حفاظت ضروری ہے۔ اپنے معتقدوں کو تو آنکھیں نیچے رکھنے کی تلقین کی جا سکتی ہے۔ لیکن غیر کی آنکھوں سے حفاظت کیونکر ہو؟ آریہ سماج یا کیا بجز اسلانی پردہ کے کوئی علاج ہے؟ دیکھئے کس صفائی سے اسلامی صدا کا اقرار موجود ہے۔ پنڈت دیانند صاحب باقی آریہ سماج زنا نہ تعلیم کے متعلق ضروری امور کے ماتحت لکھتے ہیں۔ "تعلیم گاہ کسی تنہا جگہ پر ہونا چاہیے۔ لڑکے لڑکیوں کے مدرسے ایک دوسرے سے کم از کم دو کوس کے فاصلہ پر ہوں۔ جو استاد استانیوں اور نوکر چاکر ہوں ان میں سے لڑکیوں کے مدرسہ میں عورتیں اور لڑکوں کے مدرسہ میں مرد ہونے چاہئیں۔ زنا مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ میں پانچ برس کی لڑکی بھی نہ جانے جائے۔ یعنی جب تک کہ برہمچاری اور برہمچاری نہیں۔ تب تک عورت و مرد کا واسطہ ہونا۔ چھوٹا تنہائی کی ملاقات۔ گفتگو عشقیہ باتیں باہمی کھیں کو۔ شہوانی خیالات و صحبت۔ ان آٹھ قسم کی جذبہ انگیز حرکتوں سے الگ رہیں۔ اور استاد ان کو ان باتوں سے

بچائیں۔ تاکہ اعلیٰ تعلیم و تربیت۔ عمدہ و نیک خصلت اور جسمانی و روحانی طاقت باکرمیہ راحہ بڑھا سکیں" (ستیا رتھ پرکاش باب ص ۱۷) اس اقتباس سے پردہ کی اہمیت کے علاوہ یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ "اعلیٰ تعلیم و تربیت" عمدہ و نیک خصلت اور جسمانی و روحانی طاقت کے پانے کا ذریعہ پردہ ہی ہے۔

کہاں ہیں ہما شہ پریم چند جو بندے ماترم (۸ اکتوبر) میں پردہ کو ظالمانہ قید کہتے ہیں؟ کیا وہ بے پردگی کے ذریعہ جذبہ انگیز حرکتوں کا مظاہر کیا چاہتے ہیں؟ مقدس پولوس بھی جو موجودہ عیسائیت کے موجد ہوئے ہیں۔ عورتوں کے لئے "حجاب" ضروری قرار دیتے ہیں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"عورتیں بھی مناسب پوشاک پہننے کے حجاب اور شائستگی سے آپ کو سنواریں نہ سرگوند بننے اور سونے اور موتیوں اور قیمتی لباس سے" (اتھاؤس پٹ) مندرجہ بالا ارشادات آریہ اور عیسائی اصحاب کے لئے قابل غور ہیں۔ ملکی خیر خواہی کا بھی تقاضا ہے۔ کہ ہندوستان کے دامن کو بے پردگی کے ذریعہ اور طوٹ نہ کیا جائے۔ میں اپنے کہانے والے آزاد خیال مسلمان بھائیوں سے بھی عرض کر دوں گا۔ کہ وہ اندھی تقلید کا شکار نہ ہوں۔ آزادی وہی آزادی ہے۔ جس میں اخلاق و روحانیت اور تمدن کی اصلاح ہو بے غیرتی کا نام آزادی نہیں۔ ورنہ اکبر کے اشعار ایسے لوگوں کے بالکل مناسب حال ہونگے۔

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بی بیاں
اکبر زمین میں غیرت قومی سے گرا گیا
پوچھا جوان سے آپ کے پردہ کو کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پر مردوں کی پڑ گیا
خانساہ ابو العطاء السردتا جا لندھری مولوی فاضل قادیان

افضل قادیان
۳۰ ستمبر کو شائع ہوا ہے۔ احباب اس کو مطالعہ کر چکے ہونگے اب آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ آپ کے شہر کے لئے کس قدر چرچے درکار ہیں۔ مہربانی فرما کر مطلوبہ تعداد میں یہ نمبر منگوا لیجئے۔ اور ڈر آئی فی پرچہ کے حساب فروخت کر دیا ۲۵ فیصدی کمیشن دیا جائیگا۔ جلدی طلب کر لیجئے۔ کہ محقر سے پرچہ باقی ہیں۔ (غیر افضل قادیان)

معاذین جرائد سلسلہ

مفصلہ ذیل اجابت گذشتہ عشرہ میں خریداریہ ہیں
جماعت کی تعداد اور ان کے فرض کی اہمیت کے لحاظ سے یہ
خریداری کچھ ہمت افزا نہیں ہے تاہم یہ اجابت قابل تشکر ہیں
دوسرے دوستوں کی مزید توجہ چاہتے ہیں تاہم طبع و اشاعت

افضل

بابو محمد حسین صاحب پوسٹ ماہر ڈیرہ اسماعیل خان نے
پانچ خریداریہ عطاء فرمائے ہیں۔ عبدالغنی صاحب ریڈیو پاکستان
نے پانچ خریداریہ عطاء فرمائے ہیں۔ چودھری جیات محمد صاحب
کیام گاؤں نے پانچ خریداریہ عطاء فرمائے ہیں۔ عابد شریف
صاحب شہوگ نے تین خریداریہ عطاء فرمائے ہیں۔ چودھری غلام احمد
صاحب بہاول پور نے دو خریداریہ عطاء فرمائے ہیں۔ صوفی
غلام محمد صاحب مبلغ مارٹیس نے ایک خریداریہ عطاء فرمایا
ہے۔ گل محمد صاحب خوشاب نے ایک خریداریہ عطاء فرمایا ہے۔
مولوی غلام رسول صاحب راجکی نے ایک خریداریہ عطاء فرمایا ہے۔
فخر الدین صاحب مالاباری نے ایک خریداریہ عطاء فرمایا ہے۔ حکیم
عبدالخالق صاحب نے ایک خریداریہ عطاء فرمایا ہے۔ محمد ابراہیم صاحب
گوہر پور نے ایک خریداریہ عطاء فرمایا ہے۔ غلام رسول صاحب
کوٹلے نے ایک خریداریہ عطاء فرمایا ہے۔ محمد فضل الہی صاحب
تنگل والے نے ایک خریداریہ عطاء فرمایا ہے۔ ڈاکٹر غلام غوث
صاحب ساندھن نے ایک خریداریہ عطاء فرمایا ہے۔ قریبی کریم بخش
صاحب نوشہرہ نے ایک خریداریہ عطاء فرمایا ہے۔ فضل کریم
صاحب سیالکوٹ نے ایک خریداریہ عطاء فرمایا ہے۔ قاضی
محمد اکرم صاحب ڈیرہ دون نے ایک خریداریہ عطاء فرمایا ہے۔
کل ۳۲ خریداریہ

مصباح

معرفت والدہ خلیفہ صلاح الدین سردار سلیم صاحبہ اہلیہ
سردار امام بخش صاحب کوٹ تھیرانی۔ ۳ خریداریہ۔ مولوی
ظہور حسین صاحب مبلغ۔ ۳ خریداریہ۔ استانی محمود صاحب
قادیان ایک خریداریہ۔ ایڈیٹر ڈاکٹر محمد منیر صاحب امرتسر کچھ خریداریہ

سن رائز

ایم ایم صاحب طالب علم دم جماعت ہائی سکول قادیان

ایک مکان فروخت ہوتا ہے

مکان تقریباً ۳ مرلہ زمین میں ہے۔ ایک بڑا کمرہ سامنے
صحن۔ صحن کے ایک طرف بیٹھاکے۔ دوسری طرف باورچی
خانہ ہے۔ دو طرف کچی ہے۔ فرش پختہ۔ بیرونی دیواریں پختہ
دیکھ کر اطمینان کریں۔ اور قیمت مناسب ملے ہو جائے گی۔
(شخص معرفت اکمل قادیان)

ضرورت ملازمت

(۱) ایک سیٹنگ گراؤنگی ضرورت ہے جس کی تنخواہ ۱۰۰-۵۰-۱۵۰
ہوگی۔ درخواستیں ٹائپ شدہ فوراً دفتر نظارت
قادیان میں بھیج جانی چاہئیں۔ پہلے بھی مشہور کیا گیا
تھا۔ مگر درخواست کوئی نہیں پہنچی۔

(۲) ایک دوست جنہوں نے طبیعت کلاس اسلامیہ کانجی میں
دو سال باضابطہ تعلیم حاصل کر کے زبیرہ الحکامی سندھ شہر
میں حاصل کی ہوئی ہے۔ کسی جگہ ملازمت سرکاری یا نجی
کے خواہاں ہیں۔ اگر کوئی صاحب ان کی اس زندگی میں مدد
کریں۔ تو دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ ناظر امور خارجہ قادیان

نقشہ اجرت اشتہار

تعداد	۱ بار	۲ بار	۳ بار	۴ بار	۵ بار	۶ بار	۷ بار	۸ بار	۹ بار	۱۰ بار
۱	۱۰ روپے	۱۲ روپے	۱۴ روپے	۱۶ روپے	۱۸ روپے	۲۰ روپے	۲۲ روپے	۲۴ روپے	۲۶ روپے	۲۸ روپے
۲	۱۸ روپے	۲۲ روپے	۲۶ روپے	۳۰ روپے	۳۴ روپے	۳۸ روپے	۴۲ روپے	۴۶ روپے	۵۰ روپے	۵۴ روپے
۳	۲۶ روپے	۳۲ روپے	۳۸ روپے	۴۴ روپے	۵۰ روپے	۵۶ روپے	۶۲ روپے	۶۸ روپے	۷۴ روپے	۸۰ روپے
۴	۳۴ روپے	۴۲ روپے	۵۰ روپے	۵۸ روپے	۶۶ روپے	۷۴ روپے	۸۲ روپے	۹۰ روپے	۹۸ روپے	۱۰۶ روپے
۵	۴۲ روپے	۵۲ روپے	۶۲ روپے	۷۲ روپے	۸۲ روپے	۹۲ روپے	۱۰۲ روپے	۱۱۲ روپے	۱۲۲ روپے	۱۳۲ روپے
۶	۵۰ روپے	۶۲ روپے	۷۴ روپے	۸۶ روپے	۹۸ روپے	۱۱۰ روپے	۱۲۲ روپے	۱۳۴ روپے	۱۴۶ روپے	۱۵۸ روپے
۷	۵۸ روپے	۷۲ روپے	۸۶ روپے	۱۰۰ روپے	۱۱۴ روپے	۱۲۸ روپے	۱۴۲ روپے	۱۵۶ روپے	۱۷۰ روپے	۱۸۴ روپے
۸	۶۶ روپے	۸۲ روپے	۹۸ روپے	۱۱۴ روپے	۱۳۰ روپے	۱۴۶ روپے	۱۶۲ روپے	۱۷۸ روپے	۱۹۴ روپے	۲۱۰ روپے
۹	۷۴ روپے	۹۲ روپے	۱۱۰ روپے	۱۲۸ روپے	۱۴۶ روپے	۱۶۴ روپے	۱۸۲ روپے	۲۰۰ روپے	۲۱۸ روپے	۲۳۶ روپے
۱۰	۸۲ روپے	۱۰۲ روپے	۱۲۲ روپے	۱۴۲ روپے	۱۶۲ روپے	۱۸۲ روپے	۲۰۲ روپے	۲۲۲ روپے	۲۴۲ روپے	۲۶۲ روپے

اشتہارات آپ جیات محمدی

جملہ تجارت کے لئے اکیس۔ درم طاعون شدت ہیضہ و سکرہ سنی
دیح المعده درم طحال۔ یرقان یا یلو یا چیچک و خسرہ درد کان
درد دانت۔ پھوڑا پھنسی۔ درم پت فارش بدن و کبیرہ درد
پیشانی درد چشم و کمرے۔ علاوہ ازیں بہت سے امراض کے لئے
تیر ہمدت کا۔ اہل تجربہ خود آزما کر دیکھ لیں گے۔ نہایت مفید اور
کم قیمت ہے۔ ہنسنے اسکا تجربہ کیا ہوا ہے۔ قیمت فی تیشی سے علاوہ وصول
المشتہر۔ نور حسین مولوی جھنڈو ڈاکخانہ بھاد گسٹیو صلیح گجرات

ذرا منگواؤ

قرآن کریم بصرہ القرآن مصنف کا خود نوشتہ ہے قاعدہ بصرہ القرآن
۵۰ حقیقہ عمر کیفیت وید ۵۰ کسریب ہر شش حصہ ۱۰-
مشین گن ۴۰ نمبر پریڈ و کم کشتی فوج ۶۰ گوشت خوری اور دستاویز
ار حقیقت جنون ہنر۔ میسی حامل جلد ۱۲- ویدوں کے سرستہ ماہ ۴۰
ملنے کا پتہ:- نصیبو ٹیک ایجنسی قادیان۔

خطبہ

ایک زمیندار اور میں قوم کا لو کا جو ۲۶ سال عمر کا
اور صلح لاہور کا باشندہ ہے۔ اس کے لئے رشتہ کی ضرورت
ہے۔ معمولی اردو فارسی جانتا ہے۔ جسمانی صحت اچھی ہے۔
رنگ گورا ۱۲ گھاؤں زمین کا مالک ہے۔ پہلی بوی مخالف
غیر احمدی تھی۔ نکاح ثانی کرنا چاہتے ہیں۔ پہلی بوی کی اولاد
کچھ نہیں۔ خط و کتابت بذریعہ دفتر ناظر امور عامہ کی جائے

محمد المصطفی قائم مقام ناظر امور عامہ

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود شہر ہیں ذکر افضل (ایڈیٹر)

ہندوستان کی خبریں

لاہور ۲۹ ستمبر۔ آج مسٹر لنگن ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر محکمہ پٹرولیم اور ایئر لائنز کے مفقود زبردفعہ ۱-۸ مجموعہ منابضہ فوجداری کا فیصلہ سنا دیا ہے۔

محکمہ پٹرولیم نے ملازم کو دس ہزار کی دو فنانس اور دس ہزار کا بلکہ داخل کرنے کا حکم دیا۔ جس کی تعمیل میں فنانس اور بلکہ اسی وقت داخل کر دیا گیا۔

اب بی بی اینڈ سٹی۔ آئی ریوے کی طرف سے بھی ایک ایسی گاڑی کا اعلان ہوا ہے۔ جو بی بی سے ہرجیم کو ایک نیچے چلا کرے گی۔ اور شنبہ کو حسب ذیل اوقات پر پنجاب میں سے گزر کرے گی۔

دہلی ۵-۱۲-۲۱۔ لاہور ۲۱۔ راولپنڈی ۲۴-۲۳۔ پشاور ۲۵-۲۳۔

دہلی ۲۹ ستمبر۔ کل جنرل نیوز کے ایڈیٹر جناب احمد بخش صاحب کی ماہراں میں مسلمانوں کے ہاتھوں پٹ گئے۔

۲۹ ستمبر۔ ایک ہندوستانی اور چھوہری قیدی جن میں ایک عورت بھی شامل ہے۔ حضور ملک معظم کے نام کا رسک بنا تے ہوئے پکڑے گئے۔ ان کے خلاف جیل کے اندر مقدمہ چلایا جائیگا۔

۲۴ ستمبر۔ مادہ ہوا باغ میں ہندوؤں کا ایک جلسہ زیر صدارت سوشل جمناداس ہرکھجی سنگھادی ۲۵ ستمبر کو منعقد ہوا۔ تاکہ ہندوستان میں گائے اور بیلوں کے ذبح کے انسداد پر غور کرے۔

عالی جناب حاجی سید محمد عبداللہ ہارون صدر جمعیت مرکزیہ خلافت یکم اکتوبر کی شام کو کراچی میں سے لاہور پہنچے۔ آپ کے استقبال کو مسلمانان لاہور کا جم غفیر ریلوے سٹیشن کے اندر پلیٹ پر موجود تھا۔

لاہور یکم اکتوبر۔ آج مسٹر لنگن ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر محکمہ پٹرولیم کی عدالت میں محترم صاحب ایڈیٹر۔ شیخ سراج الدین پرنٹر اور شیخ رحمت خان پبلشر اخبار لاٹھ کے خلاف زبردفعہ ۱۵۳ الف مقدمہ کی پھر سماعت ہوئی۔

عدالت کی طرف سے رائے ہمارے پندرہ سو الای پشاد سے مسٹر عویزا احمد ڈاکٹر ظلیفہ شجاع الدین کو پیردکار ہے۔ آج اس مقدمہ میں م سرن داس محیر کونسل آف سٹیٹ۔

چند نامک۔ رائے ہمارے لاہور میں داس۔ لاہور سیرم ایڈیٹر ہند سے ماترم پندرہت پیار سے ہونے

ذات تریہ اسٹنٹ ایڈیٹر ٹریبون۔ گیانی رام سنگھ مسٹر فضل حق مینجر اخبار لاٹھ اور لاٹھ چند سپرنٹنڈنٹ لکشمی انشورنس کمپنی کی شہادت ہوئی۔ نال بعد مقدمہ ۸ اکتوبر پر ملتوی ہوا۔

پھلواری۔ یکم اکتوبر۔ ۱۳ ستمبر۔ مقامی پولیس کا ایک تھانہ دار چند سیباہیوں کو لے کر دفتر امارہ شریعت میں آیا۔ ان لوگوں نے وارنٹ دکھلا کر دفتر کی تلاشی کی

تمام کامیاں بحق سرکار ضبط کر لیں۔ ڈپٹی کمشنر نے جریدہ مذکور کے مدیر صاحب کو مطلع کیا ہے۔ کہ ان کے خلاف مقدمہ زبردفعہ ۱۵۳ الف کی سماعت ۱۸ اکتوبر سے شروع ہوگی۔

شملہ یکم اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مزید میعاد کے لئے مسٹر جسٹس ڈیپ سنگھ کو عدالت عالیہ لاہور کا ڈپٹی جج مقرر کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ عنقریب اس امر کا اعلان ہو جائیگا۔

جالندھر ۲۹ ستمبر۔ سوامی شودرا نند نے جو عرصہ دراز سے اچھوت اقوم کے اندر پوجا میں مصروف ہیں۔ حال ہی میں جالندھر کے خاکروب بھائیوں میں ایک بالیکی دل کے نام سے جتنے ہندی شروع کی ہے۔ بالیکی دل میں تقریباً ۶۰ نوجوان داخل ہو گئے ہیں۔ امید ہے۔ کہ جن دنوں میں ہی اس دل کی تعداد ہزاروں کے قریب جا چکے گی۔

۲۹ ستمبر۔ آج بعد دوپہر دیر کا کے قریب موٹر کا جو شدید حادثہ رونما ہوا۔ اس کی حسب ذیل تفصیلات موصول ہوئی ہیں۔

موٹر مالہ کی طرف سے آرہی تھی۔ اور اس میں ۲۴ سوار یا تھیں۔ جن میں چند ایک بچے بھی تھے۔ سواروں میں ۲۰ براتی مسلمان بھی تھے۔ موٹر کا ۸۲ ڈاون ٹرن سے تصادم ہو گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ موٹر بائیں بائیں ہو گئی۔ تقریباً تمام سواروں کو شدید زخم آئے ہیں۔ بائیں تو اسی وقت ہلاک ہوئے

دوبیل گاڑی میں اور دو ہسپتال پہنچ کر بائیں ملک عدم ہو گئیں اس طرح ہلاک شدگان کی مجموعی تعداد ۹ تک پہنچی ہے۔ ریلوے انجن کو بھی خفیف سا نقصان پہنچا۔ لیکن ٹرین نقصان سے محفوظ رہی۔ دوسری لاریوں میں جو لوگ آئے انہوں نے زخمیوں اور ہلاک شدگان کو اٹھایا۔ موٹر کا مالک بھی مر گیا ہے۔ لیکن موٹر ڈرائیور کو صرف خفیف جراحاتیں پہنچی ہیں۔ موٹر ڈرائیور کا بیان ہے۔ کہ میں موٹر کو ۱۵ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلا رہا تھا۔ مجھے نہ تو سنگل نظر آیا اور نہ ہی اسے ٹرین کو آتے دیکھا۔ اس لئے کہ ریلوے لائن کا دروازہ موٹر پر واقع ہے۔ علاوہ بریں ریلوے جو

کوتھام سے جاتی رہی۔

کوتھام سے جاتی رہی۔

کا ایک دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اور چونکہ اس کو ڈیوٹی متعین تھا سو پڑا تھا۔

نیمئی نال۔ یکم اکتوبر۔ اگرچہ ہذا کیسیسی سرولیم میرس اور گورنر مالک متحدہ کی مدت ملازمت آئندہ ۲۲ دسمبر کو ختم ہو جائے گی۔ لیکن معلوم ہوا ہے کہ آپ ۱۴ جنوری ۱۹۲۵ تک بحیثیت گورنر اپنے فرائض انجام دیتے رہیں گے۔

شمال۔ ۲۳ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند کے دفتر یکم نومبر ۱۹۲۵ سے دہلی میں کھلیں گے۔

سیکرٹری صاحب آل انڈیا ہندو شہسی سبھا دہلی بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ضلع گورکھپور کے گاؤں باد پور اور پورسوں کے ۲۳۵ مسلمانوں کو شہدہ کر کے ہندو دھرم میں داخل کیا گیا۔ شہسی کا کام روز بروز بڑھ رہا ہے۔ (۱۲ اکتوبر)

خمیہ مالک کی خبریں

میکسیکو۔ ۲۹ ستمبر۔ صدر کے دفتر سے ایک اطلاع شائع ہوئی ہے۔ کہ کیتھولک مذہب کے ۳۴ مذہبی مجنوں کو قتل کر دیا گیا۔ اور ان کے سردار سیڈنیو کو دو لڑائیوں کے بعد گرفتار کر کے فوجی عدالت کے ذریعہ گولی سے اڑائے جانے کی سزا دی گئی۔

۲۹ ستمبر۔ شمالی روڈیشیا وسط افریقہ کی حکومت نے ایک طیارہ ران کمپنی کے ساتھ ٹھیکہ کیا ہے۔ کہ دریائے ریمبزی کے دہانہ تک کے علاقہ کی دیکھ بھال کرے یہ جہاز اس رقبہ کی عکسی تصاویر کھینچینگے۔ اور دس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کریں گے۔

یورپ کے مختلف مقامات کی اطلاعات مظہر ہیں گذشتہ چند دنوں کے اندر اندر انگلستان۔ اٹلی۔ آسٹریا اور سوئٹزرلینڈ میں بارش کی وجہ سے دریا طغیانی پر آگئے۔ اور سیلابات نے بہت نقصان پہنچایا۔

۲۸ ستمبر۔ رامپورا اور جیلین کے درمیان پردے کے ریلوے اسٹیشن اسٹریکی لڑکی ریس چسٹی نوٹ نے نہایت ہی خطرناک حالت میں قابل تعریف بہادری کا اظہار کیا۔ اس کا باپ جب سنگس کے کمپن کو جا رہا تھا۔ تو ایک گزرنے والی گاڑی سے چوٹ کھا کر گر گیا۔ اس کی لڑکی نے دیکھا کہ سنگس خطرناک ہو رہا ہے۔ تو اسٹیشن سے چل پڑی۔ باپ کو اٹھا کر دیکھتے دم میں لے گئی۔ جہاں وہ فوراً امر گیا۔ لیکن لڑکی نے اپنے رنج کو ضبط کیا۔ اور گاڑیوں کو تصادم سے بچانے کی کوشش کی۔ اور باپ کو اٹھا کر باپ کی جگہ تک لے کر گاڑیوں کو تصادم سے بچاتی رہی۔

۲۸ ستمبر۔ رامپورا اور جیلین کے درمیان پردے کے ریلوے اسٹیشن اسٹریکی لڑکی ریس چسٹی نوٹ نے نہایت ہی خطرناک حالت میں قابل تعریف بہادری کا اظہار کیا۔ اس کا باپ جب سنگس کے کمپن کو جا رہا تھا۔ تو ایک گزرنے والی گاڑی سے چوٹ کھا کر گر گیا۔ اس کی لڑکی نے دیکھا کہ سنگس خطرناک ہو رہا ہے۔ تو اسٹیشن سے چل پڑی۔ باپ کو اٹھا کر دیکھتے دم میں لے گئی۔ جہاں وہ فوراً امر گیا۔ لیکن لڑکی نے اپنے رنج کو ضبط کیا۔ اور گاڑیوں کو تصادم سے بچانے کی کوشش کی۔ اور باپ کو اٹھا کر باپ کی جگہ تک لے کر گاڑیوں کو تصادم سے بچاتی رہی۔

۲۸ ستمبر۔ رامپورا اور جیلین کے درمیان پردے کے ریلوے اسٹیشن اسٹریکی لڑکی ریس چسٹی نوٹ نے نہایت ہی خطرناک حالت میں قابل تعریف بہادری کا اظہار کیا۔ اس کا باپ جب سنگس کے کمپن کو جا رہا تھا۔ تو ایک گزرنے والی گاڑی سے چوٹ کھا کر گر گیا۔ اس کی لڑکی نے دیکھا کہ سنگس خطرناک ہو رہا ہے۔ تو اسٹیشن سے چل پڑی۔ باپ کو اٹھا کر دیکھتے دم میں لے گئی۔ جہاں وہ فوراً امر گیا۔ لیکن لڑکی نے اپنے رنج کو ضبط کیا۔ اور گاڑیوں کو تصادم سے بچانے کی کوشش کی۔ اور باپ کو اٹھا کر باپ کی جگہ تک لے کر گاڑیوں کو تصادم سے بچاتی رہی۔